بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”تحقیق مزید“ میں

تحقیق کا فقدان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ ..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صف ایک	یعنی :	اللہ کا پسندکردہ دین اسلام ..	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلق ..	دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمان باللہ العظیم ..	وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق
ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں.
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں.

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین. کوثر نیازی کالونی. نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

جماعت المسلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

وقار علی شاہ صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جسے انہوں نے "تحقیقِ مزید" کے نام سے موسوم کیا ہے۔
موصوف اگر اس کتاب کو "تخفیرِ مزید" کے نام سے موسوم کرتے تو یہ زیادہ صحیح ہوتا۔ بلاشبہ ان کی کتاب اس لحاظ سے ایک شاہکار ہے کہ یہ کسی دینی جذبہ یا کسی تعمیری سوچ وفکر کے تحت نہیں بلکہ صرف اور صرف جماعت المسلمین کی مخالفت میں لکھی گئی ہے تاکہ جو ارکانِ جماعت ثابت قدم ہیں انہیں متزلزل کر دیا جائے اور جماعت المسلمین کی بنیاد پر کاری ضرب لگائی جائے۔

کتاب کس معیار اور پائے کی ہے؟ اس سلسلہ میں چند بنیادی باتیں ملاحظہ فرمائیے۔ وقار صاحب سے کسی نے پوچھا:

سوال نمبر ۱ کیا آپ کی اس ساری جدوجہد کا مقصد مسعود احمد صاحب کی جماعت کو ختم کرنا ہے؟ موصوف بڑا اشاطرانہ جواب دیتے ہیں:

جواب جب ساری امتِ مسلمہ مل کر بھی قادیانیوں کو ختم نہ کر سکی تو میں اکیلا کیا کسی جماعت کو ختم کر سکتا ہوں؟ پھر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امتِ مسلمہ میں جتنے بھی فتنے پیدا ہوئے وہ اتنی آسانی سے ختم نہیں کئے جا سکے، مستحکم اور مضبوط اور طاقتور حکومتوں کی کوشش کے باوجود بھی۔ ہم تو صرف اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ باطل کے مقابلے میں حق کو اجاگر کر دیں اور اندھیروں کے مقابلے میں روشنی لے آئیں جہالت کے مقابلہ میں علم کا ساتھ دیں (تحقیقِ مزید صـ ۱۳۷)

تبصرہ قارئین غور فرمائیے اس معذرت خواہانہ جواب کے پس منظر میں ان کے عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں ان کے نزدیک تمام فرقہ وارانہ مذاہب، مسالک اور مکاتبِ فکر جو اصل دینِ اسلام کو مسخ کر چکے ہیں اور امت کا شیرازہ بکھیر کر ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی، جدال وقتال اور باہم دست وگریبان ہیں وہ تو تمام کے تمام امتِ مسلمہ ہیں اور جو جماعت خالص دینِ اسلام کا داعیہ لے کر اٹھی ہے اور اس دین ہی کے نفاذ کے لئے منظم ومتحد ہو کر سرگرم عمل ہے افسوس کہ وہ جماعت ان کے نزدیک قادیانیوں، پرویزیوں اور خارجیوں کے مثل ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

جیساکہ وقار صاحب خود ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"اس دور میں مسعود احمد صاحب اور ان کی ہم مذہب وہم مشرب جماعتیں پوری طرح مسلک خوارج پر گامزن ہیں اور اس زمانہ میں خوارج کی نمائندگی کر رہی ہیں" (حوالہ مذکورہ صـ ۱۸)

تبصرہ موصوف نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی جماعتیں ہیں جو جماعت المسلمین کی ہم مذہب و مشرب ہیں جبکہ جماعت المسلمین تمام مذاہب سے بیزار ہے تو وہ جماعت المسلمین کے ہم مشرب کس طرح ہوئے؟

موصوف ثابت کریں کہ دین اور مذہب دونوں ایک ہی چیز کا نام ہے اگر ثابت نہ کر سکیں تو بتائیں کہ ان کی امتِ مسلمہ میں سب کس طرح شامل ہیں اور اگر شامل ہیں تو موصوف ان سے کیوں علیحدہ ہوئے؟

موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

"میرے ایک دوست جو قادیانی لٹریچر کا کافی مطالعہ کر چکے ہیں اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ مسعود احمد صاحب اور قادیانیوں کی دعوت تقریباً ایک ہی جیسی، چونکہ پرویزی فکر کے بھی بہت عمیق مطالعہ کے حامل ہیں لہٰذا یہ بھی کہتے تھے کہ پرویز صاحب کی تقریباً آدھی فکر تو مسعود احمد صاحب اپنی جماعت کی صورت میں عملاً قائم کر چکے ہیں۔" (حوالہ مذکور صـ۹۶)

تبصرہ قارئین غور فرمائیے یہ پرانے بارہ سالہ خیر خواہ جو کبھی علم کی ابجد سے بھی نابلد تھے آج کچھ علم آجانے کے بعد اپنے محسن مسعود احمد صاحب پر کتنی بے باکی کے ساتھ اتہام و الزام عائد کر کے انہیں خراج تحسین پیش کر رہے ہیں؟

حیرت ہے مسعود احمد صاحب کو اور جماعت المسلمین کو خارجی، قادیانی اور پرویزی قرار دینے کے باوجود موصوف یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ

"جماعت المسلمین اور تمام فرقے امتِ مسلمہ میں شامل ہیں۔"

معلوم نہیں موصوف کے پاس باطل کو حق اور حرام کو حلال قرار دینے کی کون سی کسوٹی ہے جس کی بنیاد پر اس قسم کے محیرّ العقول فتوے جاری کر رہے ہیں۔

بہر حال مسعودؒ احمد صاحب کے علم، تقویٰ اور عمل کے بارے میں ان سے شدید ترین مخالفت رکھنے والے بھی اس قسم کی ہرزہ سرائیاں و بہتان تراشیاں نہیں کرتے جس قسم کی مثالیں وقار صاحب نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ پیش کی ہیں۔

دیکھئے صلاح الدین صاحب سابق مدیر "تکبیر" مخالفت کے باوجود کس طرح مسعودؒ احمد صاحب کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں؟ صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں :-

مسعود احمد صاحب انتہائی متقی، وسیع المطالعہ، کثیر التصنیف اور دین کے ساتھ گہری و مخلصانہ وابستگی رکھنے والے بزرگ ہیں۔ ان کی یہ خواہش اور شدید تمنا قابل قدر ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی

قرآن وسنّت کے مطابق اور اسوۂ رسولؐ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو۔ وہ اپنے حسن نیّت کا پورا اجر اپنے رب سے پائیں گے۔ ویسے بھی بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال بالنیّات کے مطابق ہماری جزاوسزا کا اصل دارومدار ہماری نیّتوں پر ہے ظاہری اعمال پر نہیں۔

موصوف مزید آگے لکھتے ہیں:۔

مجھے مسعود احمد صاحب کی "تفسیر قرآن عزیز"، ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دواسلام" کے جواب میں لکھی جانے والی حجیّت حدیث پر گراں قدر تصنیف "تفہیم الاسلام"، تاریخ الاسلام والمسلمین اور دوسری متعدد تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملا ہے۔

ان کے ہاں قرآن وحدیث سے قریب تر رہنے اور دوسروں کو رکھنے کا غیر معمولی جوش وجذبہ اور اس کے لئے مخلصانہ عرق ریزی کا قابل تحسین شوق وانہماک پایا جاتا ہے۔ (ہفت روزہ تکبیر شمارہ ۷ صفحہ ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء)

کتنی عجیب بات ہے کہ جس کی ساری زندگی دینِ اسلام کا احیاء کرنے، اسلام پر سے دبیز پردے ہٹانے، ایک ایک سنت پر عمل کرنے اور کرانے میں گذری اور جو شرک وبدعات کے خلاف برسرِپیکار رہا۔ افسوس کہ آج ذکار صاحب بڑی دیری کے ساتھ مسعودؒ احمد صاحب کو بلکہ پوری جماعت کو قادیانیوں، خارجیوں اور پرویزیوں کے مثل ومصداق قرار دے رہے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ذرا تصوّر کیجئے کہ امّتِ مسلمہ کی اصلاح کا درد ان کے جگر میں سمایا ہے جو کسی تعمیری ومثبت فکر کے بجائے اس پُرفتن دور میں جماعت المسلمین جیسی واحد دینی جماعت کے خلاف سازشیوں کے آلۂ کار بن تخریب کاری میں مصروفِ عمل ہیں۔

لوگوں کو شاید علم نہیں کہ تمام فرقوں بشمول قادیانی، پرویزی، خارجی وغیرہ کو امّتِ مسلمہ میں شامل کرنے یا باور کرانے کا پُرفریب نعرہ ایک وقتی ضرورت ایجاد بندہ کے سوا کچھ نہیں تاکہ اس طرح اپنی کتب کی اشاعت کے لئے کچھ مخیّر حضرات کو جھانسہ دے کر اپنے دام فریب میں پھنسایا جائے اور ان سے مالی اعانت یا ایڈ حاصل کی جائے اور یہ محض الزام نہیں بلکہ ایسی تلخ حقیقت ہے کہ اس بات کے شواہد بھی موجود ہیں۔

ذکار صاحب اس حقیقت سے نہ چشم پوشی کریں گے اور نہ ہی یہ دعوٰی کریں گے کہ یہ الزام ہے وہ ایسا دعوٰی کریں گے تو ان شاءاللہ ہم ان ہی کی تحریر کے ثبوت پیش کریں گے۔

تعجب ہے ایک طرف موصوف دینِ اسلام سے کوسوں دور نکل جانے والوں کو امّتِ مسلمہ کا ایک جزء باور کراتے ہیں اور ان کے کھلے شرک وکفر اور علانیہ بدعات پر پردہ ڈال کر ان مخالفین کو جماعت المسلمین کے خلاف کام کر رہے ہیں دوستی کا ہاتھ بڑھا کر انہیں یہ اشتعال دلاتے ہے

ہیں کہ جماعت المسلمین ان کی تکفیر کرتی ہے۔

لیکن دوسری طرف موصوف یہ بھی لکھتے ہیں :۔

"امّتِ مسلمہ میں جتنے بھی فتنے پیدا ہوئے وہ اتنی آسانی سے ختم نہیں کئے جا سکتے۔"

تبصرہ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امّتِ مسلمہ کی وہ کون سی فتنہ انگیزی ہے جو ان کے نزدیک شرک، کفر یا بدعت سے زیادہ بھاری ہے؟ یا وہ کون سے ایسے فتنے ہیں جو ان کی نام نہاد امّتِ مسلمہ میں پیدا ہوئے ان کی فہرست درکار ہے۔

مزید برآں کیا فتنے بھی امّتِ مسلمہ کا جزء کہلائے جا سکتے ہیں؟ بہر حال وقار صاحب کے ذمہ یہ قرض ہے کہ وہ ان فتنوں کے نام بتائیں جن کو (بقول ان کے) مستحکم، مضبوط اور طاقت ور حکومتیں بھی ختم نہیں کر سکیں۔

موصوف غالباً قادیانیت کو کوئی فتنہ نہیں سمجھتے ان کے خیال میں خاتمہ کا مفہوم کسی فتنہ کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہی دراصل خاتمہ ہے جیسا کہ خارجیوں کا خاتمہ ہوا۔ بہر حال موصوف کی اس دوغلی پالیسی سے ان کے عزائم ڈھکے چھپے نہیں رہے کہ وہ جماعت المسلمین کو فتنہ قرار دے کر اس کا کس قسم کا خاتمہ چاہتے ہیں اور ان کی "نام نہاد امّتِ مسلمہ" کے اندر جو فتنے ہیں ان کا کیونکر قلع قمع کر سکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ وہ تنہا ہیں اور مثل مشہور ہے کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں جھونک سکتا لہٰذا وقار صاحب اپنے دل کی بھڑاس فی الحال جماعت المسلمین کے خلاف نکال رہے ہیں کیونکہ یہی وہ کام ہے جو وہ باآسانی کر سکتے ہیں۔

وقار صاحب نے اپنی کتاب میں بے شمار سوالوں کے جوابات بھی دئے ہیں، سوالات کے برعکس ان کے جوابات کس قسم کے ہیں ان میں سے چند کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ ان کے نظریات، اجتہادات اور عزائم کتنے مدلل اور وزنی ہیں؟

سوال ۳۸ کلمہ پڑھنے کے بعد شرک کے مرتکب کو کیا کہہ سکتے ہیں؟

جواب یہی کہ وہ شرک کر رہا ہے!

تبصرہ مطلب یہ کہ شرک کا فاعل مشرک نہیں ہو سکتا۔

اگر موصوف کی منطق صحیح ہے تو پھر زنا کے مرتکب کو زانی اور شراب پینے والے کو شرابی نہیں کہا جا سکتا۔ بس اتنا ہی کہا جائے گا کہ وہ زنا کر رہا ہے یا وہ شراب پی رہا ہے۔ ظاہر ہے جب موصوف کے مطابق اس پر کوئی فتویٰ عائد نہیں کیا جا سکتا تو شریعت کورٹ بھی ان دونوں پر کوئی حدود آرڈیننس نہ جاری کر سکتی ہے نہ سزا دے سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ موصوف جماعت المسلمین سے نکلنے کے بعد اب اس قدر آگے جاچکے ہیں کہ شریعت الٰہیہ کے قوانین کی کھلی تکذیب بھی کر رہے ہیں ایسا جنگل کا قانون چاہتے ہیں جہاں ملزم اور مجرم میں جو فرق ہے وہ ختم ہو جائے اور بندہ آزاد ہو کر جو چاہے کرتا پھرے۔

سوال ۵ کیا الجماعۃ آج بھی موجود ہے اور اس کا امیر کون ہے؟

جواب اپنے سوال میں اس بات کی بھی وضاحت کر دیجئے گا کہ آپ کی پیش کردہ الجماعۃ پر جو "ال" داخل کیا گیا ہے وہ لام تعریف ہے یا لام زائدہ ہے یا لام عہد ہے یا لام موصولہ؟ اگر لام عہد ہے تو پھر خارجی یا ذہنی؟

تبصرہ بے شک موصوف کا مذکورہ جواب عربی دانی اور فصاحت و بلاغت کی انتہا ہے اگر وہ ایسا فنکارانہ جواب نہ دیتے تو اندیشہ تھا کہ جو حضرات عربی سے نابلد ہیں وہ ان کی علمیت سے کس طرح مرعوب ہوتے؟

بہرحال ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ موصوف سیدھے طریقہ سے کہہ دیتے کہ "ال" کی اضافت یہاں خصوصیت پر دال کرتی ہے (جیسا کہ اگر کہا جائے مدینہ تو کوئی بھی شہر ہو سکتا ہے لیکن المدینہ کہا جائے تو مدینۃ النبی کے سوا کچھ نہیں ہوتا) لیکن موصوف اصل معنی بتانا نہیں چاہتے کیونکہ اس طرح پھر یہ بھی بتانا پڑتا کہ الجماعۃ کا امیر کون ہے؟

الغرض مسعودؒ احمد صاحب کی دشمنی میں الجماعۃ کا صحیح جواب گول کرنا گوارا کر لیا مگر یہ بتانا گوارا نہیں کیا کہ الجماعۃ کا امیر کون ہے؟

اسی طرح موصوف نے ایک اور اہم اور چبھتے ہوئے سوال کا جو حلیہ بگاڑا ہے وہ قابل دید بھی ہے اور باعث عبرت بھی۔

سوال ۳ امتِ مسلمہ اور جماعت المسلمین ایک ہی چیز ہے یا نہیں؟

جواب عام طور پر امتِ مسلمہ اور جماعت المسلمین کو مترادف الفاظ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن لغوی طور پر دونوں میں فرق ہے۔

امۃ کا مادہ "ا م م" ہے جس کے بنیادی معنی بنیاد اور اصل کے ہیں جبکہ لفظ جماعۃ کا مادہ "ج م ع" ہے جس کے بنیادی معنی اکٹھا کرنے یا ہونے کے ہیں۔ یعنی کسی قوم، گروہ یا لوگوں کا کسی بات پر اکٹھا ہونا، موافقت کرنا تائید کرنا اس قوم کی اجتماعیت، جماع یا اجماع کہلاتا ہے۔

لیکن اس میں ضروری نہیں کہ قوم کے تمام افراد اس پر جمع ہوں بلکہ ان کی اکثریت کی تائید

بھی اس مقصد کو پورا کر دیتی ہے۔

موصوف مزید آگے لکھتے ہیں :-

امّتِ مسلمہ وہ بنیادی جماعت ہے جسے ایک نبی ہی تشکیل دیتا ہے جو ایک خاص عقیدہ پر بنائی جاتی ہے جس میں شامل ہونے کے لئے چند خاص اصول وضوابط ہوتے ہیں اور جو شخص بھی ان عقائد اور اصول وضوابط کو تسلیم کر لیتا ہے وہ اس کا رکن بن جاتا ہے۔

تبصرہ موصوف نے یہاں جماعت المسلمین کی بنیاد کو تسلیم تو کر لیا ہے لیکن ان کے نظریہ کے مطابق کوئی غیر نبی جماعت المسلمین کی تشکیل نہیں کر سکتا یعنی اس کا احیاء بھی نہیں کر سکتا۔

مطلب یہ کہ فرقہ وارانہ مذاہب اور دیگر فرقے تو قیامت تک دندناتے رہیں لیکن امّت کی اجتماعیّت کی دعوت دینے والی کوئی الجماعۃ نہ ہو جو قرونِ اولیٰ والی جماعت المسلمین سے موسوم ہو۔

بہر حال اس مرحلے پر آکر موصوف کے نظریہ پر جب چوٹ پڑی تو حق بات کہنے کے بجائے فوراً پینترا بدل کر لکھتے ہیں :-

"یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ عام طور پر علماء اپنی تحریر میں لوگوں کو جماعت سے چمٹنے اور ان کی مخالفت نہ کرنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں اس سے ان کی مراد امّتِ مسلمہ یا امّتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ یا امّتِ مسلمہ کا اجتماعی نظام ہوتا ہے لیکن بعض نام نہاد محققین ان تحریرات سے خود اپنا خود ساختہ فرقہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ...... اس طرح وہ جہلا کو تو مرعوب کر لیتے ہیں لیکن علمی حلقوں میں وہ اپنے فرقے کی قابلیت کا پول کھولنے اور ہنسی اڑوانے کا سبب بنتے رہتے ہیں۔"

تبصرہ اب بتائیے اس مسخرہ پن کا بھی کوئی جواب ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر اتنی ہیرا پھیری کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھے طریقہ سے کہہ دیتے کہ امّتِ مسلمہ اور جماعت اگرچہ ایک ہی چیز کا نام ہے مگر وہ جماعت جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی اور اس دور میں جس کا احیاء سید مسعودؒ احمد صاحب نے کیا ان دونوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جماعت المسلمین وہ ہو گی سرکاری ہو گی (سویلین نہیں ہو گی) جو جمہوریت کے اجتماعی نظام کے تحت وجود میں آئے گی جس کا سربراہ پارلیمانی یا صدارتی نظام کے تحت وزیرِ اعظم یا صدر کہلائے گا لیکن امّتِ مسلمہ کے اجتماعی نظام کے مطابق وہ سربراہ خلیفہ بھی ہو گا، امام بھی ہو گا اور امیر بھی ہو گا۔

اگر ان کی مذکورہ بالا منطق کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو دنیا بھر میں ان کی امّتِ مسلمہ کا اجتماعی نظام بھی علیحدہ ہو گا جتنے نظام ہوں گے اتنے ہی خلیفہ ہوں گے یعنی پاکستان کا خلیفہ سعودی عرب کے

خلیفہ یا افغانستان کے خلیفہ کا پابند نہیں ہوگا۔
وقار صاحب سے جب پوچھا گیا کہ

سوال ۲ فرقہ بندی گناہ ہے یا شرک ہے یا کفر ہے؟

جواب فی الحال میرے علم میں ایسی کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے کہ جس میں فرقہ بندی کو گناہ شرک یا کفر کہا گیا ہو۔

تبصرہ اب اسے افلاسِ علم کہیں یا حق پوشی؟
قرآن مجید میں جو وَلَا تَفَرَّقُوْا، وَلَا تَتَفَرَّقُوْا، وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ اور مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ کے ساتھ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں جو سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں وہ اہلِ ایمان کے بجائے غالباً اہل ہنود، جین، بدھ مت، پارسی، یہود اور مشرکینِ مکہ وغیرہ کے لئے وارد ہوئی ہیں یا پھر ان سیاسی خلیفاؤں کے لئے وارد ہوئی ہیں جو اپنی اپنی پارٹیوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہارس ٹریڈنگ میں مصروف بہ عمل رہتے ہیں کیونکہ وقار صاحب کے فلسفہ کے مطابق اس قسم کی بے شمار آیات کا اطلاق ان کی امتِ مسلمہ پر نہیں ہوتا۔ جیساکہ موصوف خود ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"چنانچہ فرقہ بندی، جماعت سازی، تنظیم سازی کو ان آیات کی بنیاد پر مطلقاً شرک ثابت نہیں کیا جا سکتا۔" (حوالہ مذکور ص ۹)

بتایئے کوئی شخص نجاست وگندگی کے ڈھیر پر کھڑا ہو کر یہ کہے کہ یہاں کی فضاء معطر ہے تو اس کے بارے میں کوئی بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ خلل ہے دماغ کا انہیں کسی اچھے دماغی ہسپتال میں داخل کرایا جائے۔

قارئین یہ تھے چند اقتباسات جس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتاب کس پایہ کی ہے اور کتاب کے مؤلف کے اغراض، مقاصد اور آئندہ عزائم کیا ہیں؟

کتاب جب منظرِ عام پر آئی تو بعض حضرات کا اصرار ہوا کہ اس کا مختصراً جواب لکھ دیا جائے اور پھر وقار صاحب نے بھی اپنی کتاب کے سرورق کے اندرونی صفحہ پر "توجہ فرمایئے" کے عنوان کے تحت توجہ دلائی کہ اس کا جواب لکھا جائے تو پہلے تو یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ آخر کس کس بات کا جواب دیا جائے کیونکہ ان کی پوری کتاب کذب وافتراء، الزامات وبہتانات سے لبریز ہے۔

بہرحال وقار صاحب اپنی توفیق کے مطابق کام کر رہے ہیں ان کے پاس جو فرصت اور پروگرام ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

وقار صاحب کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنی توفیق کے بجائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے مطابق کام کرنا چاہتے ہیں تو کوئی تعمیری کام کریں۔

اگر وہ بزعم خود مسعودؒ احمد صاحب سے بڑے عالم ہیں تو انہیں چاہیئے کہ کوئی تعمیری و اصلاحی کام شروع کریں تاکہ لوگ کم ازکم یہ تو کہہ سکیں کہ موصوف صحیح خطوط پر کام کر رہے ہیں۔

لیکن اگر وہ جماعت المسلمین اور سید مسعودؒ احمد صاحب کو طنز و تضحیک کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں اور لوگوں کو توڑنا چاہتے ہیں تو پھر اس قسم کے فتنہ انگیز پروگرام تو آئے دن دوسرے بھی پیش کرتے رہتے ہیں ان میں اور وقار صاحب میں پھر فرق کیا رہے گا بہرحال جماعت المسلمین کا کچھ بھی نہ بگڑے گا ان شاء اللہ کیونکہ سمندر سے ایک قطرہ نکال لیا جائے تو اس کی وسعت اور حجم میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

الغرض ان کی علمیت کے چند نادر نمونے تو آپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائے اب "طنز، استہزاء اور تمسخر کی چند مثالیں" ملاحظہ فرمایئے اس قسم کی خصوصیات کتاب میں جگہ جگہ ملیں گی۔ وقار صاحب لکھتے ہیں :-

۱۔ مسعود احمد صاحب بھی جنگل کے شیر کی طرح بے تاج بادشاہ ہیں اور اپنی مرضی کے مالک ہیں، جب، جیسے اور جہاں چاہتے ہیں اپنا مسئلہ ثابت کر دیتے ہیں۔ ضرورت ہوتی ہے تو فقہا الرائے کے بنائے ہوئے اصول بھی اپنا لیتے ہیں ورنہ پرے دے مارتے ہیں اور نہ ماننا ہو تو صحیح حدیث میں بھی کئی نقص نکال لیتے ہیں۔

دلالۃ النص، اقتضاء النص، اشارۃ النص کیا ہیں؟ فقہا اور اہل الرائے کے بنائے ہوئے اصول اور احکام کرنے کی اقسام (حوالہ مذکور ص ۱۲۱)

تبصرہ | قارئین اب ان سے کون پوچھے کہ آپ نے الجماعۃ کے "ال" پر جو لمبی چوڑی اور فصیح و بلیغ بحث کی ہے وہ کون سے فقہاء کے اشارے پر کی ہے اور یہ کہ اس کا نام تو بتایئے جس نے جماعۃ میں ال کو داخل کیا ہے؟

موصوف آگے لکھتے ہیں :-

۲۔ دراصل ہر انسان کے اندر حکومت کرنے اور دوسرے انسانوں کو اپنا زیردست غلام بنانے کی خواہش موجود ہوتی ہے (حوالہ مذکور ص ۱۲۱)

تبصرہ | موصوف نے "ہر انسان" لکھ کر پوری انسانیت کو چیلنج کر دیا ہے کہ وہ حکومت کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں جبکہ یہ ثابت کرنا ان کے لئے مشکل ہے۔

بالفرض محال ان کی بات کو درست مان لیا جائے تو پھر ہر انسان کے صیغہ میں وہ خود بھی

شامل ہیں یا پھر وہ کہدیں کہ وہ انسان نہیں ہیں۔

۳۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ خوارج دین سے سر منڈانے کی وجہ سے نکل گئے تو ہمیں اس کی عیادت کرنی چاہیئے اور اس کی ذہنی حالت پر افسوس کا اظہار کرنا چاہیئے (حوالہ مذکور ص۱۳)

تبصرہ جی ہاں موصوف ہی کی عیادت کرنی چاہیئے اور ان کی ذہنی حالت پر افسوس بھی کرنا چاہیئے کیونکہ حدیث ہی میں یہ صراحت آئی ہے کہ سر منڈانا خارجیوں کی علامت ہے۔

رہی بات دین سے نکلنے کی تو " من تشبہ بقوم فھو منھو " کی وعید کس جرم کی پاداش میں وارد ہوئی ہے۔

ایسی بہت سی احادیث ہیں جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرو اگر کوئی ان کے بعض امور و افعال کی مخالفت نہیں کرتا تو بتایئے وہ کس کام کا مسلم ہے؟

۴۔ اس دور میں مسعود احمد صاحب اور ان کی ہم مذہب و مشرب جماعتیں پوری طرح مسلک خوارج پر گامزن ہیں (حوالہ مذکور ص۱۸)

تبصرہ ہم تو سر نہیں منڈاتے! جو منڈاتے ہیں وہ ہمارے ہم مشرب کس طرح ہوئے؟ ہم نے اعتزال بلا وجہ تو نہیں کیا ہے!

۵۔ لگتا ہے کہ وہ کھوکھراپار کے چند گھروں پر اپنا جابرانہ تسلط قائم کر کے مطمئن ہو گئے ہیں اور آخری عمر میں اقتدار کے مزے لے رہے ہیں۔

لیکن اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے چکر میں وہ پوری جماعت کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ (حوالہ مذکور ص۹۲)

تبصرہ بہت خوب وقار صاحب نہ پہلے کبھی کھوکھراپار کے باشندے رہے اور نہ کبھی امیر جماعت کی اطاعت کے پابند رہے اور نہ اب کسی کے زیر تسلط ہیں پھر انہیں کیا فکر ہے؟

اگر ان میں یہ صلاحیت ہے تو بجائے افسوس کرنے کے انہیں چاہیئے کہ وہ فوراً پشاور کو اپنا مستقر و ہیڈ کوارٹر بنائیں اور اقتدار کے مزے لیں کیونکہ بقول اُن کے ہر انسان کے اندر حکومت کرنے کی اور دوسروں کو غلام بنانے کی خواہش موجود ہوتی ہے آخر وہ بھی انسان ہیں وہ کیوں محروم رہیں؟

۶۔ اسی طرح مسعود احمد صاحب ایک بہت بڑا دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کا صحیح ترجمہ معلوم کرنے کے لئے جماعت المسلمین سے رجوع کیجیئے، یہ ہماری چیزیں ہیں اور ہم ہی ان کا صحیح مطلب جانتے ہیں۔ اس طرح کا دعویٰ یا تو کوئی نبی ہی کر سکتا ہے یا پھر وہ جو عقیدہ وحدت الوجود کا حامل ہو۔ (حوالہ مذکور ص۴۷)

تبصرہ

ایسا دعویٰ تو کسی نبی نے نہیں کیا نہ اسے ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ اس جھوٹ، مکر و فریب اور جعلسازی کے دور میں جب باطل سر چڑھ کر بولے تو حق کیوں خاموش رہے۔ ایسے مرحلے آتے ہیں کہ کسی صادق القول شخص کو بھی ببانگ دہل یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ دوسروں کے مقابلے میں میں سچا ہوں۔ بتائیے یہ کونسا جرم ہے؟ کاش کہ موصوف اپنے دلی بغض اور حسد کو بالائے طاق رکھ کر قلم چلاتے اور اپنے ضمیر کو (اگر موجود ہے) ٹٹولتے تو کبھی مسعودؒ احمد صاحب پر نبوّت کی چوٹ نہ کرتے۔

موصوف نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ عربی دانی کے جو گہرے نقوش مرتب کئے ہیں اور الجماعۃ اور امّتِ مسلمہ کے معنی و مفہوم اور تشریح بیان کی ہے اسے دیکھ کر یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ مسعودؒ احمد صاحب نے جو دعویٰ کیا تھا وہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کا صحیح ترجمہ معلوم کرنے کے لئے جماعت المسلمین کی طرف رجوع کیجئے۔

بہرحال جو بات بالکل حقیقت تھی موصوف نے اسے بلاجواز تختۂ مشق بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ع ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

۷۔ پھر فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ میں جو بات نہایت ہی خوبصورت طریقہ سے کی گئی ہے جس میں بلاغت کی انتہا ہے اس خوبصورتی کو مسعود احمد صاحب نے اپنی ذہن پرستی کی خاطر بری طرح مجروح کر دیا۔ یہاں پر انہوں نے وہی کام کیا جو منکرین حدیث قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کے موقع پر کرتے ہیں۔ (حوالہ مذکور ص۱۲۶)

تبصرہ

سورہ الفتح کی ابتدائی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کا ترجمہ یہی کیا جاتا رہا ہے کہ

"تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام گناہوں کو معاف کر دے جو پہلے ہو چکے اور بعد میں ہوں گے"۔ "ذَنبٌ" کے معنی گناہ کر دئے جائیں تو بتائیے کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کب محفوظ رہی۔ نبی سے کسی غلطی کا صدور تو ممکن ہے لیکن نبی کو گناہ گار ثابت کرنا یہ ترجمے کس اصول سے صحیح ہیں؟

اسی طرح سورۂ عبس کی ابتدائی آیات عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ٥ کا فاعل مترجمین و مفسرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے اور اس سلسلہ میں جو روایات بطور شانِ نزول بیان کی گئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قصداً بداخلاقی سرزد ہو جایا کرتی تھی اور یہ محال ہے۔

مسعود احمد صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، مرتبۂ نبوت اور ان کے اخلاق کریمانہ کے مطابق اور قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کے حوالے سے دونوں ترجمہ وتفسیر کو غلط قرار دیا ہے لیکن افسوس کہ موصوف کہتے ہیں بلاغت کی خوبصورتی کو ذہن پرستی کی خاطر بری طرح مجروح کر دیا۔

موصوف کو غالباً وہ تراجم صحیح معلوم ہوتے ہیں جو ایک نبی معصوم کو گناہ گار اور بد اخلاق ثابت کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایسی فصاحت وبلاغت ان ہی کو مبارک ہو ہم تو ایسی فصاحت اور بلاغت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ موصوف لکھتے ہیں :-

۸۔ سورۂ الروم کی آیات سے جو پیغام ہمیں ملتا ہے وہ میں نے اپنے ناقص علم کی حد تک سابقہ سطور میں بیان کر دیا ہے لیکن بعض لوگ ان آیات کی رو سے فرقہ بندی یعنی جماعت سازی کو مطلقاً شرک قرار دے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں پرویز صاحب کی تحریرات بالخصوص قرآنی قوانین ملاحظہ کر لیجئے۔ اس تصوّر کو مزید ترقی دیتے ہوئے مسعود احمد صاحب نے اپنی تحریرات وبیانات میں اس کو انتہا تک پہنچا دیا ہے کہ ان کی تمام فکر پر یہ نظریہ غالب آگیا (حوالہ مذکور ص ۸۹)

تبصرہ سورہ الروم کی آیات سے جو پیغام ملتا ہے وہ متکلم کی منشاء کے مطابق یہی ہے کہ فرقہ بندی کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں لیکن موصوف نے یقیناً اپنے ناقص علم کی بدولت فرقہ بندی کو کھلی چھوٹ دے کر اسے جائز قرار دے دیا ہے اب ہم اللہ تعالیٰ اور مفسر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں یا وقار صاحب کے ناقص علم کو مانیں اسی لئے تو مسعود احمد صاحب نے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ

قرآن مجید اور احادیث نبوی کا صحیح ترجمہ معلوم کرنے کے لئے جماعت المسلمین سے رجوع کیجئے یہ ہماری چیزیں ہیں اور ہم ہی ان کے معنی ومفہوم جانتے ہیں۔

وقار صاحب ایک اور جگہ رقم طراز ہیں :-

۹۔ میرے ایک دوست جو قادیانی لٹریچر کا کافی مطالعہ کر چکے ہیں اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ مسعود احمد صاحب اور قادیانیوں کی دعوتِ فکر تقریباً ایک ہی جیسی ہے۔ چونکہ پرویزی فکر کے بھی بہت عمیق مطالعہ کے حامل ہیں لہٰذا یہ بھی کہتے تھے کہ پرویز صاحب کی تقریباً آدھی فکر تو مسعود احمد صاحب اپنی جماعت کی صورت میں عملاً قائم کر چکے ہیں (حوالہ مذکور ص ۹۶)

تبصرہ راوی نے اپنے دوست کو بطور سند پیش کیا ہے اس ثقہ راوی کی سچائی سے معلوم ہوا کہ

مسعود احمد صاحب مکمل طور پر قادیانی تھے اور آدھے پرویزی تھے۔

یہ بھی سچ ہے کہ جب کسی کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف یکسر نکل جائے تو کچھ بعید نہیں وہ جو چاہے اپنی زبان سے کہدے۔ یہی تو وہ زبان ہے جس نے انبیاء (علیہ السلام) کو بھی معاف نہیں کیا تو مسعود احمد صاحب تو بہت بعد کی چیز ہیں۔

بہرحال جو لوگ "تفہیم اسلام"، "برہان المسلمین" اور "ختم نبوت کا انکار کفر ہے" پڑھ چکے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان الزامات میں کتنی سچائی ہے اور موصوف اور ان کے دوست کذب و افتراء کے کتنے بلند مقام پر کھڑے ہیں؟

وقار صاحب جماعت المسلمین کے دیگر علماء پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

:۔ یہ تھے چند نمونے رجسٹرڈ مسلمین کے علماء کے اور انہیں یہ سب کچھ لکھنے کی ہمت ایسے ہی نہیں ہوگئی بلکہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے امام صاحب کے دل میں جو آتا ہے وہ لکھ مارتے ہیں تو ہمیں بھی ان کی تقلید میں ایسا ہی کرنا چاہیئے (حوالہ مذکور ص۱۲) "تلک عشرۃ کاملۃ"۔

تبصرہ قارئین یہ صرف دس مثالیں ہیں جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وقار صاحب باہر سے جتنے باوقار دکھائی دیتے تھے اندر سے کتنے بے وقار و بے ضمیر ہیں کیا ایسے لوگ (جماعت المسلمین تو بڑی چیز ہے) کسی گروہ سے وفادار رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف

ع   نہ اللہ ہی ملا نہ وصال صنم

کے مصداق اکیلے و تنہا ہیں اور وہ پوری امت جن کو یہ حضرت مسلمہ بھی کہتے ہیں وہ انہیں گلے لگانے پر آمادہ نہیں بلکہ ان کے پرانے رفقاء بھی ان کو امام یا خلیفہ بنانے پر آمادہ نہیں (فاعتبروا یا اولی الابصار)

وقار صاحب نے اپنی کتاب میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ مسعود احمد صاحب نہ صرف تناقضات کا شکار ہیں بلکہ اب تو دھوکے اور مغالطے بھی دے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں جناب محمد اشتیاق صاحب امیر جماعت المسلمین نے ان کا بھرپور تعاقب کیا ہے۔ آیئں دیکھتے ہیں کہ دھوکہ اور مغالطہ کون دے رہا ہے۔

محمد یوسف
مدیر "المسلم"

غلط فہمی | وقار علی شاہ صاحب رقمطراز ہیں :۔
پہلی روایت کی سند یوں ہے : اخبرنا ابو النعمان، ثنا حماد بن زید، ثنا یزید بن حازم عن سلیمان بن یسار" حضرت عمرؓ ۲۳ھ کو شہید ہوئے جبکہ سلیمان بن یسار الہلالی ابو ایوب کی تاریخ پیدائش ۳۴ھ بتائی جاتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ۷۳ سال کی عمر میں ۱۰۷ھ میں وفات پا گئے تھے .... (تحقیق مزید ص ۱۱۷)

ازالہ | شاہ صاحب نے "سلیمان بن یسار" پر جرح کر کے حضرت عمرؓ والی روایت کو منقطع ثابت کر دیا۔ کاش کہ وہ مزید تحقیق کر لیتے تو اپنا وقت خراب نہ کرتے۔ قارئینِ کرام تحقیق مزید ہم بتاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے :

جناب قارئینِ کرام اس قصّہ کو متعدد ائمہ نے روایت کیا ہے :۔

(۱) عن ابی عثمان الھندی عن صبیغ انہ سأل عمر بن الخطاب .... (کنز العمال ۲/۳۳۵ ورواہ ابن عساکر) یعنی ابو عثمان الہندی صبیغ سے روایت کرتے ہیں کہ صبیغ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا۔

(۲) محمد بن سیرین کہتے ہیں : کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسی الاشعری ان لا تجالسوا صبیغاً (رواہ ابن عساکر وابن الانباری فی المصاحف کنز العمال) یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعریؓ کو لکھا کہ تم لوگ صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھو۔

(۳) "حضرت سائب بن یزیدؓ" نے بھی یہ قصّہ روایت کیا ہے (رواہ ابن عساکر، الدر المنثور فی تفسیر الماثور ۲/۱۵۳)

(۴) زرعۃ قال رایت صبیغ بن عسل .... (حوالہ مذکور) یعنی زرعہ کہتے ہیں : میں نے صبیغ بن عسل کو دیکھا۔

(۵) ابو اسحٰق ان عمر کتب الی ابی موسیٰ الاشعری (حوالہ مذکورہ) یعنی ابو اسحٰق کہتے ہیں: حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ الاشعری کو لکھا۔

(۶) امام شافعی بھی اس قصّہ کو روایت کرتے ہیں (حوالہ مذکورہ)

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اس قصّہ کو حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ (رواہ ابن عساکر کنز العمال ۲/۳۳۵)

(۸) حضرت سعید بن المسیّبؒ بھی اس قصّہ کو روایت کرتے ہیں۔ عن سعید بن المسیّب قال جاء صبیغ التمیمی الی عمر بن الخطاب .... (رواہ البزار، دارقطنی فی الافراد وابن مردویہ، ابن عساکر کنز العمال وسندہ لین)۔ حضرت سعید بن المسیّب کہتے ہیں: صبیغ التمیمی حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس .....

اس روایت کی سند میں ذرا نرمی ہے۔ لیکن شواہد کی بنیاد پر صحیح ہے۔

(٩) امام حسن بصری کہتے ہیں: سأل صبیغ التمیمی عمر بن الخطاب .... (رواہ ابن الانباری فی المصاحف عن محمد بن سرین) یعنی صبیغ التمیمی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

(١٠) امام محمد بن اسحٰق بن یسار اس قصہ کو روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے (نصر فی الحجۃ)

تلك عشرۃ کاملۃ۔ ہم نے دس دلائل دے دئے ہیں یعنی دس تابعین سے حضرت عمرؓ کے قصہ کی وضاحت اور اس کا ثبوت دے دیا ہے۔ جناب شاہ صاحب یہ ہے تحقیق مزید۔ یہی وجہ ہے کہ امام شوکانی کہتے ہیں: وقد اخرج هذه القصه جماعة (فتح القدیر ٣١٦/١) یعنی اس قصہ کو ایک جماعت نے نکالا ہے۔ نقل کیا ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :۔

وقصته عمر فی انکاره علی صبیغ لما بلغه انه یتبع المتشابه فضربه علی رأسه حتی ادعاه (اخرجها الدارمی وغیرہ، فتح الباری شرح صحیح بخاری ٢١١/٨)

حضرت عمرؓ کا قصہ فی انکارہ صبیغ بھی ہے۔ جب حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ صبیغ متشابہ (آیات کی) پیروی کرتا ہے تو حضرت عمرؓ نے اس کے سر پر مارا اور اس کو لہولہان کر دیا۔

ابن حجرؒ کی ان روایات پر خاموشی صحت پر دلیل ہے۔

الغرض اگر شاہ صاحب تحقیق مزید کر لیتے تو تاریخوں کے چکر میں نہ پڑتے۔ معلوم نہیں تاریخوں کا چکر کیوں دیا؟

غلط فہمی شاہ صاحب لکھتے ہیں: "ابوالنعمان کی کنیت سے مشہور تین راوی ہیں"۔

ازالہ شاہ صاحب اگر اسی راوی کا ذکر کرتے تو وقت اور کاغذ کی بچت ہو جاتی۔ کیونکہ مہنگائی کا زمانہ ہے۔

غلط فہمی ابوالنعمان محمد بن الفضل السدوسی البصری المعروف بعارم ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں اختلاط اور تغیر" کا شکار ہو گئے تھے (التہذیب ٣٥٧/٩)۔ نہ توان کا نام امام عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی السمرقندی کے اساتذہ میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی ان کے شاگردوں میں امام دارمی کا نام آتا ہے۔ (تحقیق مزید ص١١٤)

ازالہ ابوالنعمان، محمد بن الفضل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راوی ہیں اور بہت بڑے امام ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ لیکن امام دارقطنی کہتے ہیں کہ حافظہ

خراب ہونے کے بعد ان کی کوئی حدیث منکر سامنے نہیں آئی۔ (تہذیب) مزید برآں اگر کسی راوی کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا ہو اور اس کی متابعت مل جائے تو وہ روایت صحیح ہو جاتی ہے۔ یہ اُصولِ حدیث کا قانون ہے۔ لہٰذا متابعت موجود ہے۔ عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم کاتب اللیث نے ابو النعمان کی متابعت کی ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ صحیح ہوا۔

ابو النعمان ثقہ ہے اور عبداللہ بن صالح صدوق ہے۔ اگر ان سے بھی کمزور حافظہ والے دو راوی ہوں تو حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔ دیکھئے (مشکوٰۃ المصابیح، التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۸۷) (حوالہ مذکورہ ص۲۱۴) (التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۳/۱۷۷۸)

غلط فہمی دوسری روایت کی سند یوں ہے: "اخبرنا عبد اللہ بن صالح حدثنی اللیث اخبرنی ابن عجلان عن نافع مولی عبد اللہ، اگر عبداللہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مراد ہیں تو میں بڑی کوشش کے باوجود بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی "نافع" نامی غلام کا سراغ نہ لگا سکا۔"

ازالہ قارئین کرام! معلوم نہیں شاہ صاحب کس قسم کی تحقیق مزید کر رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں مندرجہ بالا تحریر فضول ہے۔ ذرا غور سے پڑھیئے ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

غلط فہمی اور اگر یہاں پر امام نافع الفقیہ مولی ابن عمرؓ ابو عبداللہ المدنی مراد ہیں تو ان کی تاریخ وفات ۱۱۷، ۱۱۹ یا ۱۲۰ھ بیان کی جاتی ہے۔ ثقہ ہیں لیکن امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں ...... نافع عن عمر منقطع (التہذیب ۱۰/۳۶۸) اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام نافع کا حضرت عمرؓ سے سماع ثابت نہیں لہٰذا حضرت عمرؓ کے حوالہ سے ان کی روایات "منقطع" شمار ہوں گی۔

ازالہ حضرت عمرؓ سے اس واقعہ کو (۱) حضرت انسؓ (۲) حضرت سائب بن یزیدؓ (۳) حضرت ابو عثمان النہدی (۴) حضرت محمد بن سرین (۵) حضرت امام حسنؒ بصری (۶) امام محمدؒ بن اسحٰق (۷) امام زرعہؒ (۸) امام ابو اسحٰق (۹) حضرت سعیدؒ بن المسیب (۱۰) امام شافعیؒ روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے ص۱۵، ۱۶۔ اب ہمیں پرواہ نہیں اگر نافع عن عمر منقطع ہو۔

غلط فہمی محمد بن عجلان المدنی صدوق ہیں لیکن ابو بکر بن خلاد کہتے ہیں: سمعت یحیی یقوله کان ابن عجلان مضطرب الحدیث فی حدیث نافع ولو یکن له تکلله القیما عنده (تحقیق مزید ص۱۱۴)

ازالہ "محمد بن عجلان" کو ائمہ کی ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے یعنی امام یحییٰؒ بن معین، امام ابو حاتمؒ، امام ابو زرعہؒ، امام احمدؒ، امام ابن عینیہؒ، امام ابن سعدؒ، امام عجلیؒ اور امام ابن

حبانؒ۔ ان کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔ امام مسلمؒ نے اس راوی سے متابعت میں حجت لی ہے (تہذیب) ہم نے جو روایت لی ہے وہ متابعت میں لی ہے۔ دارمی میں ہی یزید بن حازم نے جو ثقہ ہیں (تقریب) محمد بن عجلان کی متابعت کی ہے لہٰذا یہ قصہ امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ علاوہ بریں جو جرح جناب شاہ صاحب نے کی وہ کالعدم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے تحقیق مزید کا حق ادا نہیں کیا ابھی ان کو مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

غلط فہمی عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی صدوق .... (تحقیق مزید ص۱۱۴)

ازالہ ص۱۷ پر دیکھئے اس کا جواب موجود ہے۔

غلط فہمی اس تمام بحث سے یہ بالکل واضح ہوگئی ہے کہ یہ دونوں روایتیں سنداً کس پایہ کی ہیں۔

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب کی عبارت پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ اردو ٹھیک نہیں ہے۔ ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

جواباً عرض ہے کہ آپ کی جرح قارئین کے سامنے ہے اور عدم تحقیق کا شاہکار ہے اور فنِ حدیث سے ناواقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

غلط فہمی درایتاً بھی دیکھیں تو آپ کو دونوں روایتوں میں کئی جگہ پر تضاد نظر آئے گا اور پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صحابہ کرامؓ لوگوں کو اسی طرح دین سکھایا کرتے تھے؟ کیا اس روایت سے حضرت عمرؓ کی شخصیت مجروح نہیں ہوتی؟ (تحقیق مزید ص۱۱۵)

ازالہ درایتاً دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی متوالا آپ کی نظروں سے دیکھے گا تو اس کو ضرور تضاد دکھائی دے گا۔ شاہ صاحب اچھا یہ بتائیں کہ وہ شخص دین سیکھنے آیا تھا یا فتنہ پھیلانے کے لئے آیا تھا۔ اگر وہ دین سیکھنے آیا ہوتا تو میرا یقین ہے کہ حضرت عمرؓ کبھی بھی اس شخص پر سختی نہ کرتے۔ لیکن حالات کا صحیح اندازہ حضرت عمرؓ کو ہی تھا جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ سزا تجویز کی۔ شاہ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے صحیح واقعات پڑھیں تو ان کو اس سے بھی زیادہ سخت احکامات سے آگاہی ہوگی۔

غلط فہمی بہر حال ان روایات سے اشتیاق صاحب کا موقف تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ان کے بیان اور طرز استدلال سے ان کی یہ دلی آرزو اور شدید خواہش پوری طرح سے ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ اپنے مخالفین کا کیا حشر کرنا چاہتے ہیں (تحقیق مزید ص۱۱۵)

ازالہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا محض اس بات پر کہ وہ شریک جنگ نہ ہوئے مقاطعہ کر دیا۔ حضرت کعب بن مالکؓ بھر پور کوشش کے باوجود جنگ

تبوک میں شریک نہ ہو سکے دو اور صحابی بھی مجبوراً نہ جا سکے۔ نہ یہ بغاوت تھی اور نہ فتنہ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کا مقاطعہ کر دیا۔ لیکن جو شخص جماعت میں فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہو یا جماعت میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا کرنا چاہتا ہو عرض داشت ہے کہ ہم اس کا بدرجہ اولیٰ مقاطعہ کر کے جماعت کو فتنہ اور فساد سے بچائیں گے۔ یہ امیر کا حق ہے اور امیر اپنا یہ حق ایسے موقع پر ضرور استعمال کرے گا۔

رہا شاہ صاحب کا میرے دل پر حملہ کرنا تو آدمی جب گمراہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ لوگوں کے دلوں کی بات بھی جاننے لگتا ہے۔ لہٰذا یہ تمام روایات صحیح ہیں اور جب روایات صحیح ہیں تو پھر استدلال بھی صحیح ہے اور حشر نشر بھی۔

غلط فہمی "اور جماعت کے اندر موجود معترضین کے بارے میں ان کے کیا عزائم ہیں۔ دراصل مسعود احمد صاحب کے طریق کار کی وجہ سے صرف اشتیاق صاحب ہی کا نہیں بلکہ جماعت کی تقریباً تمام انتظامیہ کا یہی مزاج بن گیا ہے۔ بات بات پر جرمانے، سزائیں، مقاطعے اور اخراج جماعت۔"

ازالہ جب تک جماعت المسلمین کے اندر معترضین تعمیری سوالات کرتے رہیں گے، جماعت المسلمین میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے جماعت کے افراد کو اپنے ذاتی استدلال سے گمراہ نہیں کریں گے۔ نہ ہم ان کا مقاطعہ کرتے ہیں، نہ سزائیں دیتے ہیں اور نہ جرمانے کرتے ہیں۔

جب فتنہ پرور جماعت المسلمین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو مندرجہ بالا تمام کام امیر جماعت المسلمین کو کرنے پڑتے ہیں۔ جب اسلامی حکومت میں مقاطعہ کا استعمال ہو سکتا ہے تو جو امیر بغیر حکومت ہے وہ تو مقاطعہ کا استعمال بدرجہ اولیٰ کریگا۔ کیونکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ بعدازاں مقاطعے، سزائیں اور جرمانے جماعت المسلمین کے افراد پر ہوتے ہیں ان کو تو کبھی اس پر اعتراض نہیں ہوا شاہ صاحب بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں۔

علاوہ بریں جرمانے بات بات پر تو نہیں ہوتے البتہ کسی بات پر ضرور ہوتے ہیں۔ لوگ جب غلطیاں کریں گے تو غلطیوں کو روکنے کے لئے یہ کام لوگوں کی اصلاح کی خاطر کئے جاتے ہیں اور سزائیں دینا بھی جب سنّت سے ثابت ہو تو پھر ان سزاؤں کو معیوب کیوں سمجھا جا رہا ہے۔

جناب مسعود احمد صاحبؒ نے تو جماعت کو قرآن و سنّت پر عمل کرنے کی تعلیم دی ہے۔ الحمدللہ جماعت المسلمین کی تمام انتظامیہ چوکس ہے اور فتنہ پروروں کو خوب پہچانتی ہے۔

غلط فہمی دوسری بات یہ کہ اس روایت میں مقاطعہ کے سلسلہ میں ایک ہفتہ کی میعاد کا کوئی ذکر نہیں یہ اضافہ اشتیاق صاحب کی طرف سے ہے۔

ازالہ اس واقعہ میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے صبیغ کو مارا اور اس کی پیٹھ کو زخمی کر دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر جب اس کی پیٹھ ٹھیک ہو گئی تو اس کو پھر مارا۔ پھر اس

کی پیٹھ ٹھیک ہوگئی۔ پھر اس کو چھوڑ دیا۔ پھر اس کو مارا۔ یعنی مارا اور چھوڑ کر جیل میں بند کر دیا۔ قارئین ایک ہفتہ لگایا اس سے بھی زیادہ۔ میں نے بس ایک اندازہ بتایا تھا یعنی ایک ہفتہ۔

غلط فہمی قارئین کرام جماعت المسلمین نے اس سلسلہ میں صلوٰۃ المسلمین کو شائع کر کے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو آج تک کسی نے بھی انجام نہیں دیا...... جس قدر صحیح احادیث کا التزام اور حسن و خوبصورتی کو جماعت المسلمین کے امام جناب مسعود احمد صاحب نے انجام دیا ہے یہ سعادت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی (تحقیق صلاۃ۔ مؤلف محمد اشتیاق ص ۵، ۶)

ازالہ قارئین کرام مندرجہ بالا اقتباسات میرے ہیں اور میں نے اس کتاب یعنی صلوٰۃ المسلمین کی تعریف ہند و پاک کے مؤلفین پر کی ہے۔ میرے علم کے مطابق ایسی کتاب ہندوستان اور پاکستان کے بڑے سے بڑے عالم نے نہیں لکھی۔ اگر لکھی ہے تو شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ وہ مقابلے میں پیش کریں۔

غلط فہمی اس تحریر میں اپنے امام کی خوشامد چاپلوسی اور سفید جھوٹ کی بھرمار ہے۔ (تحقیق مزید ص۱۱۵)

ازالہ یہ شاہ صاحب کا الزام ہے۔ میں ایسی نازیبا باتوں کا کیا جواب دوں۔ یا مین محمدی صاحب جو ایک اہل حدیث عالم یا خطیب یا مقرر تھے جب انہوں نے "صلوٰۃ المسلمین" پڑھی تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ مسعود احمد صاحب اس زمانے کے امام ہیں۔

میرا مطلب بھی یہی تھا کہ اس زمانے میں "صلوٰۃ المسلمین" سے اچھی کتاب نماز پر کسی نے نہیں لکھی۔ حالانکہ "صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" البانی صاحب نے بھی لکھی ہے لیکن وہ بھی اتنی جامع نہیں ہے۔ بتائیے میں نے کیا سفید جھوٹ بولا۔

غلط فہمی ہر دور میں علمائے امت عقائد و اعمال پر کتابیں تحریر کرتے رہے ہیں۔ (تحقیق مزید ص۱۱۵)

ازالہ بات نماز کے سلسلہ کتاب کی ہو رہی ہے۔ ہم ہر دور کی بات نہیں کر رہے ہم تو صرف موجودہ دور کی بات کر رہے ہیں۔

غلط فہمی اگر ان میں کمزور روایات پائی جاتی ہیں تو کیا "صلوٰۃ المسلمین" ان سے بالکل پاک ہے؟ (تحقیق مزید ص۱۱۵)

ازالہ ہم نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔ جب کبھی بھی کسی صاحب نے حدیث کے ضعیف یا صحیح ہونے کی نشان دہی کرائی اگر وہ صحیح تھی تو ہم نے ضرور صلوٰۃ المسلمین میں اصلاح کی ہے اور کرتے رہیں گے۔

غلط فہمی اور اگر سب سے قطع نظر کر بھی لیا جائے تو کیا محدثین کے مجموعوں میں کتاب الصلاۃ، کتاب الوضوء وغیرہ نہیں ہیں؟ کیا امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ نے بھی اپنی تحریر کردہ کتاب الصلوٰۃ میں صحیح احادیث کا التزام نہیں کیا؟ اللہ کے بندے اپنے امام کو خوش کرنے کے لئے حقائق کا تو انکار نہ کرو۔

ازالہ سب سے پہلی بات تو یہ گوش گذار کر دوں کہ میں نے مسعودؒ احمد صاحب کی کتاب کا مقابلہ ائمہ محدثینؒ سے نہیں کیا۔ مقابلہ اگر ہے تو ہندوستان اور پاکستان کے علماءؒ سے ہے۔ بعد ازاں محدثین کے مجموعوں میں سے کوئی مجموعہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں پورا وضوء، نماز اور جملہ مسائل من وعن ایک کتاب میں مل جائیں۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے جو التزام کیا تھا وہ صحیح احادیث کا کیا تھا۔ جناب مسعودؒ احمد کا مقابلہ شیخین سے کرنا مضحکہ خیز ہے۔ اگر آدمی ذرا غور و فکر کرے تو معلوم ہوگا کہ "صلوٰۃ المسلمین" ان ائمہ محدثین ہی کی مرہونِ منت ہے۔

معلوم نہیں شاہ صاحب اتنے جذباتی کیوں ہو رہے ہیں۔ شاہ صاحب ہم اپنے امام کی جھوٹی تعریف نہیں کر رہے ہم تو کتاب کی صحیح تعریف کر رہے ہیں۔ ہم حق پرست ہیں حق بات کہتے ہیں۔ اگر ہم نے حقائق کو عوام کے سامنے کر دیا ہے تو پھر شاہ صاحب "اے اللہ کے بندے" کہہ کر شکایت نہ کریں۔ ہم احادیث پر عمل کرتے ہوئے شاہ صاحب کا اب بھی لحاظ کر رہے ہیں۔ ورنہ تو ہمارے پاس بھی ذاتیات کا جواب دینے کے لئے بہت کچھ ہے۔ گذارش ہے کہ موصوف قلم کا صحیح استعمال کریں تو مناسب ہوگا۔ قارئین شاہ صاحب کی جرح جو میرے سلسلہ میں ہے وہ غلط فہمی اور عدم تحقیق کا شاہکار ہے۔

غلط فہمی تمام علماء اس بات پر متفق ہیں ..... (تحقیق مزید ص ۱۱۶)

ازالہ اعتراض بے حد بھونڈا اور لغو ہے۔ ترجمہ سلیس کیا گیا ہے۔ لہٰذا قارئین دھوکا نہ کھائیں۔

غلط فہمی صفحہ ۱۰۸ پر فیہ مجہول وضعیفان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں جہالت ہے اور مزید دو علتیں ہیں۔ (تحقیق مزید ص ۱۱۶)

ازالہ جہالت سے مراد راوی مجہول ہے۔ دو علتیں دو راوی ضعیف ہیں یعنی دو علتیں ہیں مطلب وہی ہے سلیس ترجمہ میں مطلب سمجھانا ہوتا ہے۔ یہ بات کوئی اعتراض کی نہیں ہے۔

غلط فہمی محدثین کا فیصلہ ہے کہ تحت السرۃ کے الفاظ ثابت نہیں "لم یثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئ" (نیل الاوطار ۳/ ۲۵) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (تحت السرۃ) کے سلسلہ میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ (تحقیق صلاۃ ص ۱۱۸)

اس مقام پر اشتیاق صاحب ایک بہت بڑی علمی خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں، بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انہوں نے دھوکا دفریب سے کام لیا ہے۔ دراصل پورا جملہ یوں ہے .....

قال ابن المنذر..... کے الفاظ حذف کر کے اسے محدثین کا فیصلہ بنادیا اور آخر کے دو الفاظ فھو مخیر بھی غائب کر دئے تاکہ ان کی خیانت کا پردہ چاک نہ ہو۔ (تحقیق مزید ص۱۱۶)

ازالہ قارئین کرام الحمدللہ ہمارے پاس اس مسئلہ میں یعنی ہاتھ کہاں باندھے جائیں حدیثِ صحیح موجود ہے جو صحیح بخاری، نسائی اور دوسری کتب احادیث میں روایت کی گئی ہیں۔ صحیح احادیث کی موجودگی میں ہمیں خیانت کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ اگر صحیح حدیث نہ ہو پھر بھی ہم انشاء اللہ خیانت نہیں کریں گے۔

شاہ صاحب بار بار غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے "ابن المنذر کے قول کو محدثین کا فیصلہ بتا کر لوگوں کو دھوکا و فریب دیا ہے۔" میں نے کوئی دھوکا و فریب لوگوں کو نہیں دیا۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ حق ہے۔ سچ ہے۔ لیکن شاہ صاحب کی تحقیق بس سرسری ہے۔ قارئین کرام درج ذیل الفاظ نوٹ فرمائیے:

امام نووی فی المجموع (۳/۳۱۳) وفی شرح صحیح مسلم میں کہتے ہیں:۔

الفقوا علی تضعیف ھذ الحدیث لانہ من روایۃ عبد اللہ بن اسحٰق الواسطی و ھو ضعیف باتفاق ائمۃ الجرح والتعدیل	اس حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن بن اسحٰق واسطی ضعیف ہے باتفاق ائمہ جرح و تعدیل۔

(ارواء الغلیل ۲/۷۰)

یہ محدثین کا فیصلہ موجود ہے۔ اب بتائیے میں نے کس کو دھوکا و فریب دیا ہے یا میں کونسی بڑی خیانت کا مرتکب ہوا ہوں۔ رہا معاملہ "فھو مخیر" وہ مختار ہے۔ یعنی وہ خود مختار ہے چاہے وہ ثابت شدہ چیز پسند کرلے یا جو چیز ثابت نہیں ہے اُسے پسند کرے۔ قارئین کرام میں نے اس میں کوئی خیانت نہیں کی۔ میں نے بے ضرورت سمجھتے ہوئے نقل نہیں کیا۔ لہٰذا شاہ صاحب کا یہ اعتراض بھی لغو ہے اور اپنی بھڑاس نکالنے کے مترادف ہے۔

بعد ازاں (نیل الاوطار ۳/۲۵) پر بھی یہ چیز موجود ہے۔ امام نووی کہتے ہیں "ھو ضعیف بالاتفاق" یعنی باتفاق محدثین وہ ضعیف ہے۔ قال النووی وبہ قال الجمهور (نیل الاوطار) یعنی امام نووی کہتے ہیں: اور جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ بہرحال ہمارے پاس ایسے بے کار اعتراضات کے لئے وقت نہیں ہے۔ بس میں اپنے چند رفقاء کے اصرار پر جوابات دے رہا ہوں۔ ورنہ دل آمادہ نہ تھا۔

غلط فہمی اشتیاق صاحب کا ایک کتابچہ شبِ بارات کے نام سے چھپا تھا ویسے تو اس کا نام ہی قابلِ غور ہے۔ (تحقیق مزید ص۱۱۷)

ازالہ لفظ "بارات" کا نام ہماری جلد بازی اور غفلت کا نتیجہ ہے۔ پھر ہم نے بعد میں ٹھیک کر دیا

تھا. شاید شاہ صاحب نے صحیح نام نہیں دیکھا۔ بہر حال ہم سے غلطی ہوئی اور ہم نے رجوع کر لیا۔

غلط فہمی اور پھر اس میں ان کی علمیت کے نمونے جا بجا مل جاتے ہیں مثلاً وہ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں: رواہ ابوداؤد و فتح الربانی ...... قال الھیثمی رجالہ ثقات ۱۰/۲۸۱) ...... مزے کی بات یہ ہے کہ اس حوالہ کے مطابق یہ حدیث نہ فتح الربانی اور نہ مجمع الزوائد میں ..... (تحقیق مزید ص۱۱)

ازالہ میں عالم کہاں؟ علمیت کے نمونے تو جا بجا آپ پیش کر رہے ہیں جو قارئین کرام پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اب اگر شاہ صاحب کی سمجھ میں نہ آئے تو ہم اس کا کیا علاج کریں۔ یہ حدیث "الفتح الربانی" میں موجود ہے اگر یہ کتاب آپ کے پاس نہیں ہے تو کسی سے لے کر دیکھیں۔

غلط فہمی نمونہ کے طور پر چند اقتباسات نقل کر دئیے ہیں ورنہ تو اور بھی بہت کچھ ہے تا کہ مسعود احمد صاحب کے علاوہ اس جماعت میں جو اکلوتے عالم ہیں ان کا حال بھی آپ کو معلوم ہو جائے۔ (تحقیق مزید ص۱۱)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب کو بڑی زبردست غلط فہمی ہے کہ جماعت المسلمین میں صرف ایک ہی عالم ہے. جماعت المسلمین کے علماء کی فہرست درج ذیل ہے :۔

(۱) جناب عمر علی صاحب سری لنکا (۲) محمد ارشد صاحب (۳) جناب حیات خان صاحب (۴) درویش صاحب (۵) اورنگزیب صاحب (۶) جناب اسلم صاحب (۷) جناب اختر صاحب (۸) جناب اصغر صاحب (۹) جناب بشیر چانڈیو صاحب (۱۰) مرتاض احسن صاحب۔
(۱۱) زین العابدین صاحب (۱۲) رحمت اللہ صاحب (۱۳) نور الامین صاحب۔
(۱۴) جناب محمد (۱۵) عبد المالک صاحب۔ (۱۶) محمد عارف صاحب۔
(۱۷) جناب ممتاز صاحب۔ (۱۸) جناب عبد اللطیف صاحب۔

جماعت المسلمین میں اتنے علماء موجود ہیں اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اشتیاق صاحب اکلوتے عالم ہیں۔ شاہ صاحب یہ تحقیقِ مزید نہیں بلکہ عدم تحقیق ہے۔ بعد ازاں ابھی تو ہم نے اپنے مناظر بتائے نہیں ہیں۔

غلط فہمی میں نے ایک دفعہ مسعود احمد صاحب سے کہا تھا کہ آپ اشتیاق صاحب سے بھی کچھ لکھوایا کریں تو انہوں نے کہا کہ انہیں لکھنا ہی نہیں آتا (تحقیق مزید ص۱۱)

ازالہ قارئین کرام کیا شاہ صاحب یہ بات سچ کہہ رہے ہیں؟ اگر یہ واقعی سچ ہے تو میں یہی کہوں گا کہ مسعودؒ احمد صاحب کے مقابلہ میں لکھنا کسے آتا ہے۔ اس زمانے میں لکھنے والے تو بہت گذرے ہیں مگر مسعودؒ احمد صاحب جیسا لکھنا شاید ہی کسی کو آتا ہو۔ انہوں نے صحیح کہا۔ میں لکھنا کہاں جانتا ہوں۔

غلط فہمی (۱) حدثنا علی بن بحر بن بری اخبرنا حاتم بن اسماعیل اخبرنا محمد بن عجلان عن نافع عن ابی سلمۃ عن سعید الخدری ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم قال اذا خرج ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم (۲) حدثنا علی بن بحر اخبرنا حاتم بن اسماعیل اخبرنا محمد بن عجلان عن نافع عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ۔

(۱) حاتم بن اسماعیل المدینی : صدوق یھم

(۲) محمد بن عجلان المدینی : صدوق الا انہ اختلطت علیہ احادیث ابی ھریرۃ ...

..... قال البخاری قال یحیٰی القطان الا اعلم الا انی سمعت ابن عجلان یقول کان سعید المقبری یحدث عن ابی ھریرۃ وعن رجل عن ابی ھریرۃ فاختلطت علی فجعلتھا عن ابی ھریرۃ .... وقال العقیلی : حدثنا عبد اللہ بن احمد حدثنی ابوبکر بن خلاد قال سمعت یحیٰی یقولہ کان ابن عجلان مضطرب الحدیث فی حدیث نافع ولو یکن لہ تلکہ القیمۃ عندہ ..... قال ابن ابی حاتم سألت ابی و ابا زرعۃ عن حدیث رواہ حاتم بن اسماعیل .... عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... فقالا روی عن حاتم ھذا الحدیث باسنادین وقال بعضھم عن حاتم عن ابن عجلان عن نافع عن ابی سلمۃ عن ابی سعید ، وقال بعضھم عن ابی ھریرۃ والصحیح عندنا واللہ اعلم عن ابی سلمۃ عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل . قال ابی : ورواہ یحیٰی بن ایوب عن ابن عجلان عن نافع عن ابی سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا الصحیح ومما یقوی قولنا ان معاویۃ بن صالح وثور بن یزید وفرج بن فضالۃ حدثوا عن المھاصر بن حبیب عن ابی سلمۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الکلام قال ابوزرعۃ وروی اصحاب ابن عجلان ھذا الحدیث عن ابی سلمۃ مرسلا ...... (تحقیق مزید ص ۱۲۷، ۱۲۸)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب نے جو جرح نقل کی ہے وہ عدم تحقیق کا شاہ کار ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ان کے گھر کے عالم جناب محمد ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے (صحیح ابوداؤد) البانی صاحب نے حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما والی دونوں حدیثوں کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح سنن ابی داؤد ۲/۴۹۴ ، ۴۹۵) اور احادیث صحیحہ میں حسن کہا ہے (الاحادیث الصحیحہ ۳/۳۱۴)

البانی صاحب لکھتے ہیں : ولہ شاھد من حدیث ابن لھیعۃ ...... عن عبد اللہ ابن عمر (حوالہ مذکورہ) یعنی ابن لہیعہ کو بطور شاہد کے پیش کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فن حدیث کے قانون کے مطابق اگر خراب حافظہ والے راوی کی متابعت مل جائے تو حدیث صحیح یا حسن ہو جاتی ہے۔ مزید براں البانی صاحب نے (مشکوٰۃ ۲/۱۱۴۵) پر بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث کی متابعت ملاحظہ فرمائیے :۔

(**الف**) حدثنا ابوداؤد قال حدثنا هشام عن قتادة عن ابی نضرة عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانوا ثلاثة فی سفر فلیؤمرا حدھو و احقھم بالامامة اقرؤھم (ابوداؤد الطیالسی ص۲۸۶) (مسند احمد ۳/۲۴)

① ابونضرة ھو المنذر بن مالک بن قطعة ثقہ ہے (تقریب)

② قتادة بن دعامة ثقہ ہے (تقریب)

③ ھشام ھو ھشام بن ابی عبداللہ سنبر، الدستوائی ثقہ ہیں (تقریب)

ابوسلمة کی متابعت ابونضرہ کر رہے ہیں اور نافع کی متابعت قتادہ کر رہے ہیں اور محمد بن عجلان کی متابعت ھشام کر رہے ہیں۔

(**ب**) حدثنا ابوخالد الاحمر عن ابن ابی عروبة عن قتادة عن ابی نضرة عن ابی سعید..... (رواہ ابن ابی شیبة ۱/۳۷۸)

اس روایت میں محمد بن عجلان کی متابعت سعید ابن ابی عروبہ نے کی ہے جو ثقہ ہیں صحیحین کے راوی ہیں۔

حاتم بن اسمٰعیل کی متابعت ابوخالد الاحمر ھو سلیمان بن حیان نے کی ہے جو ثقہ ہیں (تہذیب) اور صحیحین کا راوی ہے۔

(**ت**) حدثنا شعبة و ھشام عن قتادة عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری... ...... (رواہ ابن حبان فی صحیحہ ۳/۲۸۷)

اس روایت میں "محمد بن عجلان" کی متابعت امام شعبہ اور ہشام کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسین سلیم اسد نے ابویعلی کے حاشیہ پر اس حدیث کو حسن کہا ہے (رواہ ابویعلی ۲/۳۱۹)

بعدازاں ابوسعید خدریؓ کی حدیث پر حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث شاہد ہے۔

الغرض جو جرح شاہ صاحب نے کی ہے وہ جرح مردود ہے اور "تحقیقِ مزید" میں عدم تحقیق کا واضح ثبوت ہے۔

اب مرفوع احادیث کی تقویت کے لئے موقوف احادیث ملاحظہ فرمایئے:

(**ث**) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اذا کنتم ثلاثة فی سفر فامروا علیکم احدکم ذاک امیر امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح خلا عمار بن خالد وھو ثقہ، مجمع الزوائد ۵/۲۵۵)

جب تم سفر میں تین آدمی ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ وہ امیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو امیر بنایا ہے۔

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں :۔

اذا کنتم ثلاثۃ فی سفر فامروا علیکم احدکم (رواہ الطبرانی من حدیث ابن مسعود باسناد حسن (احیاء العلوم ۹/۱۸۶) (مجمع الزوائد ۵/۲۵۶ ورجالہ رجال الصحیح)

(ح) ایک اور حدیث اس سلسلہ میں مرفوع ملاحظہ فرمائیے : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلم ...... اذا کانوا ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم ...... (رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح خلا عنبس بن مرحوم وھو ثقۃ، مجمع الزوائد ۵/۲۵۵)

(خ) اسی مضمون کی ایک اور حدیث حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی مروی ہے۔ دیکھئے (موارد الظمآن ص۳۷۵)

ایک اور روایت ہے :

(د) عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدّہ (رواہ الشیرازی فی الالقاب)

مندرجہ بالا روایت بھی صحیح ہے (تہذیب)

اذا اجتمع ثلاثۃ مسلمین فی سفر فلیؤمھم اقرؤھم لکتاب اللہ وان کان اصغرھم فاذا امّھم فھو امیرھم وذلك امیر امّرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(رواہ ابن ابی شیبۃ مرسلاً)

(ذ) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے یہ روایت مرسل صحیح ہے اور یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اوپر گذر چکی ہے۔

یہ الفاظ ابوالکنود یزید بن عامر الثعلبی سے بھی مروی ہیں (کنز العمال ۶/۷۱۷)

(ر) عن زید بن وھب عن عمر

اذا کانوا ثلاثۃ فی سفر فلیؤمّروا احدھم ذاك امیرٌ امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ البزار وابن خزیمۃ ورواہ الدارقطنی فی الافراد والحاکم فی مستدرکہ والحلیۃ اولیاء) (کنز العمال ۶/۷۲۷)

(ز) عن زید بن وھب قال قال عمر : اذا کنتم فی سفر ثلاثۃ فامروا علیکم احدکم .... (رواہ ابویعلی وابن ابی شیبۃ وصححہ، کنز العمال) (رواہ البزار والحاکم ..... وقال الحاکم۔ صحیح علی شرط الشیخین) (احیاء العلوم ۲/۲۳۲)

بزار کی سند درج ذیل ہے :۔

حدثنا عمار بن خالد الواسطی قال : نا القاسم بن مالك المزنی قال : نا الاعمش عن زید بن وھب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ .... (رواہ

البزار ۱/۴۶۲)

(۱) عمار بن خالد ثقہ ہے۔

(۲) قاسم بن مالک مزنی کو یحیٰی بن معین، ابوداؤد، عجلی، ابن حبان اور ابن سعد نے ثقہ کہا ہے (تہذیب ۸/۲۳۲)

(۳) اعمش ثقہ ہیں صحیحین کا راوی ہے۔

(۴) زید بن وھب ثقہ ہیں اور صحیحین کا راوی ہے (تقریب)

یہ روایت بھی اس کی شاہد ہے۔

مزید تحقیق ملاحظہ فرمائیے :

وفی الباب عن عمر رواہ البزار ص ۱۸۱ من زوائد مسندہ للحافظ ابن حجر، و اسنادہ حسن (شرح السنۃ ۱۱/ ۷) یعنی اس باب میں امام بزار نے حضرت عمرؓ سے ص۱۸۱ پر روایت کیا ہے حافظ ابن حجر کے زوائد میں سے ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

وعن ابن عمر رواہ ایضًا البزار ص ۱۹۱ واسنادہ حسن (شرح السنۃ ۱۱/ ۷) یعنی امام بزار نے اسی طرح ص۱۹۱ پر ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند بھی حسن ہے۔

الغرض کہاں تک لکھوں۔ بس میں یہی کہوں گا کہ "تحقیق مزید" عدم تحقیق کا شاہکار ہے۔

غلط فہمی حدثنا عبد اللہ حدثنا ابی، ثنا حسن، ثنا ابن لھیعۃ قال ثنا عبد اللہ بن ھبیرۃ عن ابی سالم العیشانی، عن عبد اللہ بن عمرو، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : "لا یحل ...... ولا یحل لثلاثۃ نفر یکونون بارض فلاۃ الا امروا علیھم احدھم ...... (تحقیق مزید ص۱۲۹)

ازالہ قارئین کرام مندرجہ بالا حدیث صحیح ہے۔ البانی صاحب نے الاحادیث الصحیحہ میں اس حدیث سے حجت لی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اذا خرج ثلاثۃ فلیؤمروا احدھم (رواہ ابوداؤد (۲۶۰۸/۲۶۰۹) وابوعوانۃ فی صحیحہ (۱/۱۸/۸) عن ابن عجلان عن نافع عن ابی سلمۃ عن ابی سعید مرفوعًا۔

ثم رواہ ابوداؤد بھذا الاسناد الا انہ جعل ابا ھریرۃ مکان ابی سعید و اخرجہ ابویعلی الموصلی فی مسندہ (۱/۲۹۵) علی الوجہ الاول۔

قلت : وھذا اسناد حسن۔

ولہ شاھد من حدیث ابن لھیعۃ : ثنا عبد اللہ بن ھبیرۃ عن ابی سالم الجیشانی عن عبد اللہ بن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فذکرہ بلفظ

لا یحل لثلاثۃ نفر یکونون بارض فلاۃ الا امروا علیھم احد ھو (اخرجہ احمد ۲/۱۷۶، ۱۷۷)

قلت : ورجالہ ثقات غیر ابن لھیعۃ فانہ سئ الحفظ (الاحادیث الصحیحہ ۳/۳۱۴، ۳۱۵)

البانی صاحب نے "ابن لہیعہ" کو لبطور شواہد پیش کر کے حدیث کو حسن تسلیم کیا ہے۔

علامہ ساعاتی لکھتے ہیں :-

اوردہ الھیثمی وقال رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ وھو لین وبقیۃ رجال الصحیح (قلت) ابن لھیعۃ صرح بالتحدیث فالحدیث علی اقل درجاتہ حسن لاسیما وقد رواہ ائمۃ الحدیث مقطعا فی ابواب متفرقۃ باسانید صحیحہ (الفتح الربانی جزء ۱۹ ص ۲۸۹)

علامہ ہیثمی نے اس روایت کو پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ امام احمد نے اس کو روایت کیا ہے اور اس روایت میں ابن لہیعہ ہے اور وہ (حافظہ کے) نرم ہیں۔ باقی رجال صحیح ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن لہیعہ نے تحدیث کی صراحت کی ہے۔ پس حدیث کم از کم درجہ میں حسن ہے۔ بعد ازاں ائمۂ حدیث نے اس کو مقطعاً متفرق ابواب میں صحیح اسانید سے روایت کیا ہے۔

لہٰذا شاہ صاحب کی بحث فضول لغو اور عدم تحقیق کا نتیجہ ہے۔

غلط فہمی اس راوی کو مسعود احمد صاحب بھی ضعیف تسلیم کرتے ہیں (تحقیق مزید ص ۱۲۹)

ازالہ جناب مسعود احمد صاحب "ابن لہیعہ" کو اس وقت ضعیف تسلیم کرتے ہیں جب اس راوی کا روایت کردہ متن صحیح حدیث کے متن کے خلاف ہو۔ کیونکہ "سجدوں میں رفع یدین کرنے" کا متن صحیح بخاری و صحیح مسلم کے متن کے خلاف ہے اور ابن لہیعہ اس کو روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا مسعود احمد صاحب نے اس راوی کو اس شکل میں ضعیف تسلیم کیا ہے اور موافقت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

غلط فہمی علامہ محمد ناصر الدین الالبانی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں ....

ازالہ ص ۲۷ دیکھئے۔

غلط فہمی اشتیاق صاحب کی پیش کردہ روایت مسند ابی یعلی اور طبرانی کبیر میں پائی جاتی ہے۔ سب سے پہلے دونوں جگہوں سے یہ روایت مع سند، پھر اس کے چند رواۃ کے متعلق مختصراً ائمہ کی رائے اور پھر اس روایت پر علامہ البانی کی سیر حاصل بحث ملاحظہ کیجیے۔

حدثنا ابو یوسف الجیزی، حدثنا مومل، حدثنا حماد بن زید عن عمرو بن مالک النکری عن الجوزاء عن ابن عباس ...... (تحقیق مزید ص ۱۳۲)

ازالہ قارئین کرام ہم شاہ صاحب کی بحث کا مختصراً جواب دے رہے ہیں کیونکہ جرح اس بات پر ہونی چاہیئے جو کسی حدیث کو ضعیف قرار دے رہی ہو۔ باقی جرح فضول وقت خراب کرنے کے مترادف ہے۔ اصل بات "عمرو بن مالک" راوی کی ہے جس پر جرح کر کے حدیث کو ضعیف قرار دے رہے ہیں۔

امام عبدالرحمن ابن ابی حاتم "عمرو بن مالک" کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور نہ ثقہ (الجرح والتعدیل ۲۵۹/۶)

امام ذہبی بھی ضعیف قرار دیتے ہیں اور نہ ثقہ (میزان الاعتدال ۲۸۶/۳) لیکن امام ذہبی نے عمرو بن مالک کی توثیق (اسکاشف ۲۹۴/۲) پر کی ہے اور ابن حبان نے توثیق (تہذیب ۹۶/۸) پر کی ہے۔

غلط فہمی امام منذری اور ان کی متابعت میں امام ہیثمی نے کہا ہے کہ: "اس کی سند حسن ہے۔" میں کہتا ہوں: ان دونوں کا قول محل نظر ہے اس لیئے کہ عمرو بن مالک النکری کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی نے نہیں کی جبکہ ابن حبان کسی راوی کو ثقہ قرار دینے میں متساہل ہیں ...... (تحقیق مزید صفحہ ۱۳۴)

ازالہ امام منذری کا سکوت اور علامہ ہیثمی کا حسن کہنا درست ہے۔ ان دونوں کا قول محلِ نظر نہیں ہے بلکہ البانی صاحب کا یہ قول محلِ نظر ہے کہ "عمرو بن مالک النکری کی توثیق صرف ابن حبان سے ثابت ہے۔" مندرجہ بالا جرح دیکھئے۔

اگر ابن حبان کی توثیق متساہل ہوتی ہے تو البانی صاحب نے ایک اور جگہ پر صرف توثیق ابن حبان کی بنیاد پر حدیث کو صحیح کیوں کہا ملاحظہ فرمایئے۔

ثنا ابو المغیرة ثنا بشر بن عبد اللہ یعنی ابن یسار به ومن هذا الوجه اخرجه الحاکم ۳۵۶/۳ ایضاً وقال صحیح الاسناد ووافقه الذهبی۔

اب البانی صاحب فرماتے ہیں:-

قلت: وهو كما قالا ان شاء الله تعالى فان رجاله كلهم ثقات معرفون غير بشر هذا، وقد روى عنه جماعة ووثقه ابن حبان وقال الحافظ فيه صدوق (الاحاديث الصحيحه ۱۱۶/۱)

ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے:

"یا علی اصب من هذا فهو انفع لك"

رواه ابوداؤد (۳۸۵۶) والترمذی (۳۰۲/۲) وابن ماجه (۳۴۴۲) واحمد

(۲۶۴/۶) والخطیب فی الفقیه و المتفقة (۲/۲۲۵) من طریق فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبد الرحمٰن بن صعصعة الانصاری عن یعقوب بن ابی یعقوب عن ام المنذر بنت قیس الانصاریة قالت ..... وقال الترمذی حدیث حسن غریب ....
وقد اخرجه حدیثه الحاکم فی المستدرک (۴/۴۰۷) وقال صحیح الاسناد ووافقه الذهبی۔ انما هو حسن فقط کما قال الترمذی والله اعلم (الاحادیث الصحیحہ ۱/۸۹، ۹۰)

مندرجہ بالا سند میں دو راوی ایسے ہیں جس کو صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔

(۱) ایوب بن ابی عبد الرحمٰن بن صعصعہ انصاری اور
(۲) یعقوب بن ابی یعقوب

جب البانی صاحب یہاں پر صرف توثیق ابن حبان پر اعتماد کرتے ہوئے حدیث حسن یا صحیح تسلیم کر رہے ہیں تو وہاں کیوں تسلیم کرنے سے اجتناب کر رہے ہیں۔ اگر ابن حبان کی توثیق میں تساہل ہے تو پھر یہاں کیوں نہیں ہے؟ شاہ صاحب جواب دیں یہ تو انصاف نہیں ہے؟ میں اور بھی ایسی متعدد مثالیں پیش کر سکتا ہوں مگر میرے پاس وقت نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا تو ضرور لکھوں گا۔

الغرض جب البانی صاحب صرف توثیقِ ابن حبان پر اعتماد کرتے ہوئے حدیث کو حسن مان رہے ہیں اور امام ترمذی کی تحسین کو تسلیم کر رہے ہیں تو ہم بدرجہ اولیٰ دو اماموں کی توثیق پر یعنی ابن حبان اور علامہ ذہبی کی توثیق پر حدیث ابن عباسؓ کو حسن تسلیم کرتے ہیں۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو یہ اس کی مرضی ہے۔ ضعیف اور صحیح کا اختلاف ائمہ میں بھی پایا جاتا ہے تو پھر اس سلسلہ میں اگر اس کا اختلاف نیک نیتی پر مبنی ہے تو کوئی قصور وار نہ ہوگا۔ بعد ازاں ہماری بات کی تائید درج ذیل ائمہ کرام سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) علامہ ہیثمی کہتے ہیں: اسنادہ حسن (مجمع الزوائد ۱/۴۸)
(۲) عبد المجید سلفی صاحب نے بھی اسنادہ حسن کہا ہے (رواہ الطبرانی ۱۲/۱۷۴)
(۳) امام منذری نے اس حدیث کو حسن کہا ہے (الترغیب ۱/۳۸۲)

غلط فہمی "اوس بن عبد اللہ الربعی ابو الجوزاء البصری: قال البخاری فی اسنادہ نظر"۔ (تحقیق مزید ص۱۳۳)

ازالہ امام بخاریؒ کا مطلب ہے کہ ابو الجوزاء نے ابن عباسؓ سے نہیں سنا۔ لیکن امام بخاری کا یہ خیال ہے۔ شاہ صاحب کے امام البانی صاحب نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا (الاحادیث الصحیحہ ۲/۷۹۳) مزید برآں دوسرے ائمہ نے بھی تسلیم نہیں کیا اور ابو الجوزاء والی حدیث کو حسن تسلیم کیا ہے لہٰذا جو جرح نقل کر دی ہے اس کو مان بھی لیا جائے تو حدیث پھر بھی حسن سے کم نہیں ہے۔

باقی جرح تعبیری نہیں ہے۔ لہٰذا کالعدم ہے۔

غلط فہمی جس حدیث کا آپ حوالہ دے رہے ہیں اس میں تو "رومالی" پر پانی چھڑکنے کا کوئی حکم نہیں البتہ "شرم گاہ" پر پانی چھڑکنے کا ذکر ہے جبکہ مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں: "پھر ایک چلو پانی لے کر رومالی پر چھڑک لے" ...... (تحقیق مزید ص ۱۰۵)

ازالہ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں "رومالی" کا لفظ نہیں ہے بلکہ "شرم گاہ" کا ذکر ہے۔ یعنی شرم گاہ پر پانی چھڑکے حالانکہ ایسا کرنا ہر ایک شخص کے لئے محال ہے۔ جناب مسعودؒ احمد صاحب نے حدیث کے سیاق وسباق کو سمجھتے ہوئے مسئلہ بتایا ہے۔ اس کا مزید جواب ہم آگے دیں گے۔

غلط فہمی اس روایت کے سلسلہ میں آپ لوگوں نے دو تحریفات کی ہیں۔ پہلی تحریف تو ترجمہ میں کی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ "فرج" کا ترجمہ "رومالی" کس لغت کی رو سے کیا گیا ہے؟ (حوالہ مذکورہ)

ازالہ قارئین کرام! شاہ صاحب نے دھوکا دیا ہے کہ مسعودؒ احمد صاحب نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ "منہاج المسلمین" ترجمہ کی کتاب نہیں ہے۔ ۱۰۲ صفحات چھوڑ کر منہاج میں ترجمہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ قرآن مجید و احادیث نقل کر کے مسائل اخذ کئے گئے ہیں۔ دیکھئے "منہاج المسلمین" ص ۱۱۴۔ لہٰذا تحریف کا الزام غلط ہے۔

بعد ازاں "فَرْجٌ" کا ترجمہ شرمگاہ بھی ہے اور کپڑے کا ایک ٹکڑا یا پھٹن بھی ہے (المنجد) ذرا غور کیجئے۔

غلط فہمی اس روایت کی رو سے تو آپ کو وضوء کے بعد شرم گاہ پر پانی چھڑکنا چاہیئے لیکن آپ ایسا نہیں کرتے کیوں؟

ازالہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وامسحوا برؤسکم" (اپنے سروں کا مسح کرلو) لیکن شاہ صاحب آپ تو بالوں پر مسح کرتے ہیں۔ لہٰذا سر منڈا کر سر کا مسح کیا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں۔

(صحیحین)

آپ تو کپڑوں پر سجدہ کرتے ہیں۔ آپ کو گھٹنے کھول کر سجدہ کرنا چاہیئے۔ یعنی گھٹنوں کے کپڑے پھاڑ دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (قل ھو اللہ احد) و (قل اعوذ برب الفلق) و (قل اعوذ

برب الناس) پڑھا کرتے تھے۔ ثم یمسح بھما ما استطاع من جسدہ (صحیح بخاری) "پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے جہاں تک قدرت ہوتی اپنے جسم پر مسح کرتے۔"

شاہ صاحب کو چاہیئے کہ سوتے وقت جب ان تینوں سورتوں کو پڑھیں تو ننگے ہو جایا کریں۔ اس قسم کی اور متعدد مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ بال سر پر ہوتے ہیں۔ دو اعضاء پر کپڑے ہوتے ہیں اور جسم پر ہاتھ پھیرتے وقت جسم پر ہاتھ نہیں پھیرے جاتے بلکہ کپڑوں پر ہاتھ پھیرے جاتے ہیں کیونکہ جسم پر کپڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح شرم گاہ پر کپڑا ہوتا ہے تو چھینٹے رومالی یعنی کپڑے پر مارے جاتے ہیں۔

غلط فہمی چنانچہ آپ کے اس مسئلہ کا بالکل صحیح اور آسان حل یہ ہے کہ آپ لوگ دھوتی باندھنا شروع کر دیں یا پھر شلواروں میں ZIPS لگوالیں۔"

ازالہ ہمارا مندرجہ بالا جواب پڑھ کر پھر اس کا موازنہ کیجیئے۔

غلط فہمی دوسری تحریف آپ لوگوں نے اس روایت کے ضعف کو چھپانے میں کی ہے، اس سلسلہ میں مختصراً تحقیق ملاحظہ کریجئے: عن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان جبریل علیہ السلام .... (تحقیق مزید ص ۱۰۵)

ازالہ قارئین کرام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔ شاہ صاحب کو چاہیئے کہ پہلے فن حدیث پڑھ لیں۔ پھر کسی حدیث پر جرح کریں۔

احادیث صحیحہ ملاحظہ فرمائیے:

حدثنا ابراھیم بن محمد الفریابی۔ ثنا حسان بن عبد اللہ ثنا ابن لھیعۃ عن عقیل عن الزھری عن عروۃ قال حدثنا اسامۃ بن زید عن ابیہ زید بن حارثۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی جبرائیل الوضوء .... (رواہ ابن ماجہ ۱/ ۱۵۷)

مندرجہ بالا روایت میں "ابن لہیعہ" ہیں۔ ثقہ ہیں (تہذیب) لیکن ان کی کتابیں جل گئی تھیں جس کی وجہ سے ان کا حافظہ کچھ خراب ہو گیا تھا۔ بعدازاں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ابن لہیعہ سے متابعت اور استشہاداً حجت لی ہے (تہذیب) مگر جب ابن لہیعہ منفرد روایت کریں یا عبادلہ سے روایت نہ کریں تو پھر ان کی حدیث ضعیف قرار پاتی ہے یا حدثنا، اخبرنا نہ کہا ہو تو مزید ان کی حدیث ضعف کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث صحیح یا حسن سے کم نہیں ہے کیونکہ ابن لہیعہ کی متابعت موجود ہے۔

(۱) زکریا بن ابی زائدۃ ثقہ ہے (تقریب)

(۲) حسن بن علی الہاشمی ضعیف ہے مگر ثقات کی موافقت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۳) قیس بن الربیع ثقہ ہے۔ (تہذیب ۳۹۲/۸)

(۴) رشدین بن سعد کو بعض نے ثقہ اور بعض نے ضعیف کہا ہے۔ (تہذیب ۲۷۸/۳)

لہذا متابعت میں حجت لینے میں اس راوی سے کوئی مضائقہ نہیں۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں رشدین اس روایت میں ثقہ ہے (مجمع الزوائد ۲۴۲/۱)

(۵) امام معمر راشد (مصنف عبدالرزاق ۱۵۲/۱)

(۶) امام ثوری (حوالہ مذکورہ)

(۷) امام وکیع (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۴/۱)

جہاں پر ابن لہیعہ کی اتنے متابعت کرنے والے موجود ہوں تو وہ حدیث کسی طرح بھی ضعیف نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ البانی صاحب نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے

(۱) (صحیح ابن ماجہ ۷۷/۱)

(۲) (صحیح ابی داؤد ۳۴/۱)

(۳) (صحیح ابن ماجہ عن زید بن حارثہ ۷۷/۱) حسن۔

(۴) عن جابرؓ (صحیح ابن ماجہ ۷۷/۱) صحیح۔

(۵) (مشکوٰۃ ۱۱۸/۱ وسندہ حسن) وقال الالبانی وھو من شواھد الحدیث (مشکوٰۃ ۱۱۸/۱)

یعنی وہ شواہد حدیث میں سے ہے۔ یا شواہد کی بنیاد پر حسن ہے۔

(الاحادیث الصحیحہ ۵۱۹/۳) پر البانی صاحب نے صحیح کہا ہے۔

تحقیق مزید ملاحظہ فرمایئے:

اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث عن شعبة عن منصور عن مجاهد عن الحكم عن ابيه ...... (رواہ النسائی فی الکبریٰ ۹۳/۱) یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

امام بخاریؒ رومالی پر پانی چھڑکنے والی حدیث کو صحیح کہتے ہیں

ابو عیسیٰ امام ترمذیؒ کہتے ہیں:۔

سالت محمدًا يعنى ابن اسمٰعيل البخارى عن هذا الحديث فقال الصحيح مارویٰ شعبة ووهب وقالا عن.... (رواہ البیہقی ۱۶۱/۱ فی سنن الکبریٰ)

میں نے محمد یعنی ابن اسمٰعیل البخاری سے اس حدیث کے بارے میں معلوم کیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو شعبہ اور وہب نے روایت کیا ہے اور دونوں نے کہا ہے عن ابیہ وہ صحیح ہے۔

پھر امام بیہقی یہ روایت نقل کر کے کہتے ہیں : کذا رواہ الثوری و معمر و زائدہ عن منصور ورواہ شعبۃ (رواہ البیہقی) یعنی اسی (اس حدیث کو) ثوری، معمر اور زائدہ نے منصور سے روایت کیا ہے اور شعبہ نے (بھی) روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ مرۃ مرۃ ونضح فرجہ (رواہ الدارمی ۱/۱۴۶)

یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے۔ اس روایت کو ابن عباس سے عطاء بن یسار، زید بن اسلم، سفیان اور قبیصہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا پورا وضوء کیسے کہتے ہیں؟ ...... قال ثم نضح تحت ثوبہ وقال ھذا اسباغ (رواہ ابو یعلی المطالب لعالیہ ۱/۳۶) یعنی آپ نے فرمایا۔ پھر اپنے کپڑے کے نیچے پانی چھڑک لیا اور فرمایا : یہ پورا وضوء ہے۔

یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اخرجہ البوصیری تاماً وقال : رجال اسنادہ ثقات (حوالہ مذکورہ) یعنی امام بوصیری نے (اس حدیث کو) کامل روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اب موقوف روایتیں ملاحظہ فرمائیے :

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

اذا توضأ احدکم فلیاخذ خفنۃ من ماء فلینضح بھا فرجہ فان اصابہ شئ فلیقل ان ذلک منہ (رواہ مسدد صحیح موقوف، المطالب العالیہ ۱/۳۶)

جب تم میں سے کوئی وضوء کرے تو اس کو چاہیئے کہ پانی کا ایک چلو لے۔ پھر اس کو اپنی شرم گاہ پہ چھڑک لے۔ پھر اگر کوئی چیز پہنچی ہوگی تو اس کو چاہیئے یہ اس کی طرف سے ہے۔

امام بوصیری کہتے ہیں :

رجالہ ثقات واخرجہ البیہقی ایضًا ۱/۱۶۲) وروی ابن ابی شیبۃ (المطالب العالیہ) یعنی اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اسی طرح امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام نافع کہتے ہیں :-

کان ابن عمر اذا توضأ نضح فرجہ قال عبید اللہ وکان ابی یفعل ذلک (رواہ ابن

جب ابن عمرؓ وضوء کرتے تو اپنی شرم گاہ پہ پانی چھڑک لیتے۔ عبید اللہ کہتے ہیں : میرے والد ایسا

ابی شیبۃ ۱۹۲/۱ وسندہ صحیح) (مصنف کرتے تھے۔
عبدالرزاق ۱۵۲/۱

ابو الضحیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

رایت ابن عمر توضا ثم نضح حتی رایت البس من خلفه فی ثیابه (رواہ عبدالرزاق فی مصنفه ۱۵۳/۱ وسندہ صحیح)

میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا۔ انہوں نے وضوء کیا پھر (رومالی پر) پانی چھڑکا یہاں تک کہ میں نے اس کے پیچھے ان کے کپڑوں میں تری دیکھی۔

داؤد بن قیس کہتے ہیں:

سألت محمد بن کعب القرظی قلت انی اتوضأ واجد بللا قال اذا توضات فانضح فرجك (مصنف عبدالرزاق ۱۵۲/۱)

میں نے محمد بن کعب قرظی سے معلوم کیا۔ میں وضو کرتا ہوں اور تری پاتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جب تم وضوء کرو تو اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑک دو۔

عبداللہ بن ابی زیاد کہتے ہیں:۔

رایت مجاهدًا یتوضأ فنضح فرجه وذکر ان النبی صلی الله علیه وسلم فعله (مصنف ابن ابی شیبه)

میں نے امام مجاہد کو دیکھا وہ وضوء کر رہے تھے پھر انہوں نے اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑک لیا اور انہوں نے ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اسی قسم کے متعدد آثار اور بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام، اور تابعین اور تبع تابعین وضوء کرنے کے بعد ایک چلو پانی کا لیتے اور شرم گاہ پر چھڑک لیتے تھے۔

لہٰذا ہم نے نہ ترجمہ کرنے میں تحریف کی ہے اور نہ ضعف کے چھپانے میں۔ البتہ شاہ صاحب کا یہ جملہ خوب ہے کہ "آپ نے دوسری تحریف اس حدیث کے ضعف کو چھپاتے میں کی ہے"۔ مزید برآں شاہ صاحب اپنے ذہن کے مقلد ہیں۔ ان کو "عری الاسلام وقواعد الدین ...... تسلیم نہیں کرنی تھی تو البانی صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر اسے ضعیف قرار دے دیا یعنی ان کی بات کو تسلیم کیا۔ لیکن جب البانی صاحب نے رومالی پر پانی چھڑکنے والی حدیث کو صحیح کہا تو پھر شاہ صاحب نے اپنے ذہن کی بات مانتے ہوئے، ان کی تصحیح کو تسلیم نہ کر کے حدیث کا انکار کر دیا۔ قارئین کرام اسی کو تو ذہن پرستی کہتے ہیں۔

غلط فہمی "مقاطعہ کوئی تعزیر یا حد نہیں [illegible] ہمارے اسلامی قانون کا حصہ ہوتا"
(تحقیق مزید ص ۱۰۹)

ازالہ شاہ صاحب کون سے اسلام کی بات کر رہے ہیں۔ اگر "مقاطعہ" اسلامی قانون کا حصہ نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی کسی کا مقاطعہ نہ کرتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر فاروق نے مقاطعہ کیا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۱۵، ۱۶

غلط فہمی سی مسلم کے ساتھ مقاطعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صرف ایک نبی ہی کرا سکتا ہے اور مقاطعہ ختم کرنے کا اعلان بھی صرف اللہ تعالیٰ کی اجازت ہی سے ہوگا۔ (تحقیق مزید صفحہ ۱۰۹)

ازالہ حضرت عمرؓ سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان "صبیغ" نامی شخص کا مقاطعہ کیا، مقاطعہ ہی نہیں کیا بلکہ اس کو مارا بھی اور نہ جانے کتنے دن تک اس کو قید رکھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قید لگانا فضول اور بے معنی ہے۔

غلط فہمی ان تمام تر حقائق کے باوجود بھی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔"

ازالہ شاہ صاحب نے تمام تر بحث حقائق کے خلاف لکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے ذہن کے مقلد ہیں، ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں۔ شاہ صاحب جب تک آپ جماعت المسلمین کی مخالفت کرتے رہیں گے آپ کا قلم ان شاء اللہ حق لکھنے سے قاصر رہے گا۔ حقائق آپ کیا لکھیں گے آپ تو حقائق کے دشمن ہیں۔ آپ کے ان جعلی حقائق" سے وہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ قلب سلیم رکھتے ہیں اور اسلام کو صحیح طریقے سے پہچانتے ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کے یہ "دلائل و حقائق" جعلی اور گمراہ کن ہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں جب یہ اختیارات استعمال ہوئے تو ہم بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے کر سکتے ہیں۔

غلط فہمی تو پھر اسے اس چیز کی وضاحت کرنا چاہیئے کہ وہ یہ سزا ایک نبی کی حیثیت سے دے رہا ہے یا غیر نبی کی حیثیت سے۔ اگر وہ ایک نبی کی حیثیت سے یہ اختیارات استعمال کر رہا ہے تو پھر تو ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور اگر وہ حضرت کعبؓ والے واقعہ سے استدلال کرتا ہے تو پھر اوپر کی تمام بحث کا وہ جواب دے۔ (تحقیق مزید صفحہ ۱۰۹)

ازالہ ہم نے وضاحت کر دی ہے۔ مندرجہ بالا ازالہ ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نبی علیہ السلام کی حیثیت سے یہ اختیارات استعمال نہیں کرتے۔ ہم تو ان کی پیروی اور اطاعت کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر نبی کا چکر دے کر سیدھے سادے عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

اچھا یہ بتائیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کس حیثیت سے ان اختیارات کو استعمال کیا تھا؟ کیا آپ کی جعلی جرح کی زد میں حضرت عمرؓ بھی آئیں گے؟

رہا معاملہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تو اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ اور رسول کی نافرمانی پر مقاطعہ ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص جنگ میں نہیں جائے گا تو اس کے جنگ پر نہ جانے پر مقاطعہ ہوگا۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے درج ذیل مسائل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ "جمع حقیقی" جنگِ تبوک کے موقع پر کی تھی (رواہ ابوداؤد والترمذی عن معاذ وسندہ حسن۔ مرعاۃ ۲۶۷/۳) اس کے علاوہ ثبوت نہیں ملتا، تو کیا اب جب ہم جنگ پر جائیں گے تب جمع حقیقی کریں گے اور جب جنگ پر نہیں جائیں گے تو جمع حقیقی نہیں کرینگے۔

عرفات میں جمع بین الصلاتین کرنا (صحیح بخاری) تو کیا اب ہم عرفات یا مزدلفہ میں ہی نماز جمع بین الصلاتین پڑھ سکتے ہیں۔

خیبر کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی جگہ اترے۔ جہاں کہیں آپ اترتے حضرت انس آپ کی خدمت کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعاء پڑھتے تھے:۔

اللھم انی اعوذبك من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وضلع الدین وقھر الرجال (صحیح بخاری) تو کیا ہم یہ دعاء صرف خیبر کے راستہ میں ہی پڑھ سکتے ہیں کہیں اور نہیں پڑھ سکتے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ورنہ اس طرح متعدد مسائل میں آپ الجھن کا شکار ہو جائیں گے۔ جس طرح ہم صلوٰۃ جمع حقیقی مزدلفہ میں نہیں ہر سفر میں کر سکتے ہیں، جمع ثوری عرفات میں نہیں بلکہ ہر سفر میں کر سکتے ہیں اور مندرجہ بالا دعاء صرف خیبر کے راستہ میں ہی نہیں بلکہ ہر سفر میں پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح مقاطعہ صرف جنگ میں نہ جانے کے سبب نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک نافرمانی پر ہو سکتا لہٰذا یہ اعتراض بھی لغو ہے۔ مقاطعہ کے سلسلہ میں جتنے بھی اعتراضات انہوں نے کئے ہیں وہ سب کم علمی کا شاہکار ہیں۔

غلط فہمی انہیں قابو میں رکھنے کے لئے مقاطعہ کی سزا دی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ سب سے پہلے خوارج نے اپنی ہیں رائج کیا تھا۔ (تحقیق مزید ص۱۱)

ازالہ مندرجہ بالا تحریر بے ثبوت ہے۔ لہٰذا کالعدم ہے۔

غلط فہمی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اشتیاق صاحب اپنے امام اور استاد کے فتویٰ کے مطابق بے دین ہیں کیونکہ مسعود احمد صاحب کہتے ہیں کہ حماد پر کلام کرنے والا بے دین ہے، جبکہ اشتیاق صاحب نے اپنی کتاب "تحقیق صلاۃ" کے ص۱ پر حماد بن سلمہ پر کلام کیا ہے (حوالہ مذکورہ ص۱۱۸)

ازالہ "حماد بن سلمہ" پر میں نے کلام نہیں کیا بلکہ قارئین "ابن سعد" "حماد بن سلمہ پر کلام کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ کان ثقۃ مامونا کثیر الحدیث یدلس ء (تھذیب التھذیب) حماد ثقہ ہیں۔ مامون کثیر الحدیث ہیں مگر تدلیس کرتے تھے اور یہ اثر "عن" سے مروی ہے۔ مزید برآں امام حاکم کہتے ہیں کہ امام مسلم نے حماد بن سلمہ کی روایت صحیح مسلم میں ثابت بنانی کے طُرُق سے لی ہے اور وہ بھی شواہد کی بنیاد پر یعنی جب حماد بن سلمہ اکیلے روایت کرتے ہیں تو ان کی روایت کو نہیں لیتے۔ (تحقیق صلاۃ ص۱۰۲)

یہ جرح امام ابن سعد اور امام حاکم کر رہے ہیں۔ مجھ پر بے دینی کا طنز کرنے والے غور کریں کہ یہ طنز کس پر کر رہے ہیں میں تو صرف ناقل ہوں۔ مزید برآں "حماد پر کلام کرنے والا بے دین ہے" یہ جملہ سید مسعود احمد صاحب کا نہیں ہے بلکہ علی بن المدینی کا ہے۔ اب مزید غور کیجئے۔

غلط فہمی نیز یہ کہ ہر جگہ "جاہلیت" سے مراد کفر نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں کسی معاملے یا کام کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لئے یا زجر و تنبیہ کے طور پر مبالغے کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۳۱)

ازالہ شاہ صاحب نے بالکل درست کہا ہمیں اس سے اتفاق ہے۔ ہر جگہ "جاہلیت" کے معنی کفر کے نہیں ہوتے ہیں۔ جو حدیث شاہ صاحب پیش کر رہے ہیں اس حدیث میں لفظ "جاہلیت" زجر و تنبیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے کفر کے لئے نہیں۔

غلط فہمی مثلاً حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "انی سابیت رجلاً فعیرتہ بامہ فقال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا اباذر اعیرتہ بامہ؟ انک امرؤ فیک جاھلیۃ" (صحیح البخاری کتاب الایمان باب ۲۲)

اب مسعود احمد صاحب بتائیں کہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ "مسلم" ہی رہے یا غیر مسلم ہو گئے تھے کیا انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر دوبارہ اسلام قبول کیا تھا؟ کیا انہوں نے پھر دوبارہ سے بیری کے پتّوں سے غسل کیا تھا (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۳۱)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب کی تحریر مضحکہ خیز ہے۔ شاہ صاحب خود لکھتے ہیں کہ ہر جگہ "جاہلیت" کے معنی کفر نہیں ہوتے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ "جاہلیت" کا استعمال زجر اور تنبیہ کے طور پر ہوا ہے تو اب کیوں وہ "مسلم" نہیں رہے، وہ کیوں کلمۂ شہادت پڑھیں، کیوں دوبارہ اسلام قبول کریں، کیوں وہ دوبارہ بیری کے پتّوں سے غسل کریں؟ ان تمام باتوں کی اب ضرورت باقی کہاں رہی۔ شاہ صاحب اللہ کے لئے کچھ تو غور کریں۔ آپ ضد اور ہٹ دھرمی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ کیوں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

غلط فہمی اور پھر دیکھیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر باب کیا باندھا ہے:

"باب المعاصی من امر الجاهلیة ولا یکفر صاحبها بارتکابها الا بالشرك لقول النبی صلی الله علیه وسلم انك امرؤ فیك جاهلیة" وقول الله تعالیٰ ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذٰلك لمن یشآء اور پھر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی جو شرح کی ہے وہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۳۱)

ازالہ قارئین کرام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب بھی وہی ہے جو ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ شاہ صاحب اگر ترجمہ کر دیتے تو عوام الناس اور آسانی سے سمجھ لیتے۔ ترجمہ ہم کئے دیتے ہیں۔ باب۔ گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور ان کا کرنے والا (محض) ان کے ارتکاب سے بغیر شرک کے کافر کہا جائے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب کہ تم ایک ایسے آدمی ہو جس میں (ابھی تک) جاہلیت (کا اثر باقی) ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ بخش دے گا جس کو چاہے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ والی حدیث میں مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ" انك امرؤ فیك جاهلیة "میں پوری جاہلیت مراد نہیں بلکہ صرف ایک خصلت جاہلیت کی مراد ہے اور یہی شرح علامہ ابن حجر اور امام نووی نے کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ابن حجرؒ شرح کرتے ہیں :۔

واما قصة ابی ذر فانما ذکرت لیستدل بها علی ان من بقیت فیه خصلة من خصال الجاهلیة سوی الشرك لا یخرج عن الایمان بها (فتح الباری ۸۵/۱) (صحیح مسلم شرح نووی)

رہا قصہ ابوذر کا میں نے صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ اس سے استدلال کیا جائے (اس آدمی) پر کہ شرک کے علاوہ جاہلیت کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے اس کا کرنے والا ایمان سے نہیں نکلے گا۔

ابنِ حجرؒ ایک اور جگہ شرح کرتے ہیں :۔

انك امرؤ فیك جاهلیة التنوین للتقلیل والجاهلیة ما کان قبل الاسلام ویحمل ان یراد بها هنا الجهل ای ان فیك جهلاً (فتح الباری ۴۶۸/۱۰)

تم ایک ایسے آدمی ہو جس میں ابھی تک جاہلیت کی (بو باس) باقی ہے۔ تنوین قلت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور جاہلیت کہتے ہیں: اسلام سے پہلے کے زمانے کو اور (یہ بھی) احتمال ہے کہ یہاں جہل سے مراد یہ ہو کہ تم میں (اب بھی) جہل باقی ہے۔

لیجئے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے ہم نے نقل کر دی ہے۔ الحمد للہ ابن حجرؒ کی شرح سے ہماری شرح کی تائید ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ تو معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ

والی حدیث میں "جاہلیت" سے مراد کوئی ایک خصلت، بولباس، جہل وغیرہ مراد ہے۔ کیا درج ذیل احادیث سے بھی یہی معنیٰ مراد ہیں؟ غور فرمائیے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من خلع یدًا من طاعةٍ لقی اللہ یوم القیامة لاحجّة له ومن مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاھلیة (صحیح مسلم)

جس شخص نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں (امیر کی) بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ومن مات ولیس علیه امام جماعة فان موتتهٗ موتة جاھلیة (رواہ احمد والترمذی وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحه من حدیث الحارث الاشعری ورواہ الحاکم من حدیث معاویة ایضًا والبزار من حدیث ابن عباس، تلخیص ابن حجر جزء ۴ صـ۴۱)

جو شخص مرا اور اس پر جماعت کا امام نہیں ہے پس بے شک اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فانه لیس احد یفارق الجماعة شبرًا فَیَمُوتُ اِلَّامَاتَ مِیتَةً جَاھِلِیَّةً۔ (صحیح مسلم)

پھر جو شخص بالشت برابر بھی جماعت کو چھوڑ دیتا ہے اور مر جاتا ہے یہ اس کی جاہلیت کی موت ہوگی۔

مَاتَ مِیْتَةً جَاھِلِیَّةً، فَاِنَّ مَوْتَتَهٗ مَوْتَةٌ جَاھِلِیَّةٌ، فَیَمُوْتُ اِلَّامَاتَ مِیْتَةً جَاھِلِیَّةً اور "فَاِنَّكَ امْرُؤٌ فِیْكَ جَاھِلِیَّةٌ" میں بڑا فرق ہے۔ ان تمام جملوں میں "فِیْكَ" جاہلیت کی کسی ایک خصلت یا عادت کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن باقی جملوں میں یہ چیز نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ والی حدیث کے علاوہ جہاں "میتة جاھلیة" آیا ہے مطلقًا جاہلیت، اسلام سے پہلے کا زمانہ مراد لیا گیا ہے۔ ورنہ شاہ صاحب ثابت کریں کہ لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاھلیة سے ائمہ نے کوئی ایک عادت یا خصلت مراد لی ہو۔ مزید برآں شاہ صاحب خود لکھتے ہیں کہ "جاہلیت" سے ہر جگہ کفر مراد نہیں لیا جاتا۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں حضرت ابوذرؓ غفاری والی حدیث میں کفر نہیں گناہ مراد ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی حدیث میں اور دوسری

اسی مضمون کی احادیث میں صریحًا کفر، اسلام پر نہ مرنا مراد لیا گیا ہے۔

غلط فہمی بہرحال جو کچھ بھی ہو مسعود احمد صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی دیندار، متقی و پرہیزگار ہو، ایک اعلیٰ درجے کا مسلم و مومن کی صفات اس میں پائی جاتی ہوں لیکن اگر وہ مسعود احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا ہے تو وہ "غیر مسلم" ہے اور جو بیعت کئے بغیر مرجائے یا امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے تو اس کی موت کفر کی موت ہے۔ اب اگر اس عقیدہ پر صحابہ کرامؓ کو جانچا جائے تو ان کے بھی اسلام مشکوک ہو جائیں گے، العیاذ باللہ (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۳۱)

ازالہ یہ الزام افک ہے۔ جناب مسعود احمد صاحب نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو شخص خواہ وہ کتنا ہی متقی پرہیزگار ہو میری بیعت نہیں کرے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ شاہ صاحب حسد اور بغض میں اتنا آگے نکل گئے ہیں کہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ جب آدمی جماعت المسلمین چھوڑ بیٹھتا ہے تو وہ پھر دریدہ دہن، دھوکا فریب، مکاری، تحریر اور زبان کا غلط استعمال سیکھ جاتا ہے۔ جناب مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھی تحریر کیا یا تقریر کی تو حدیث نبوی کے الفاظ پیش کر کے کہا کہ جو امیر جماعت المسلمین کی بیعت نہیں کرتا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ جو شخص امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے تو اس کی موت کفر کی موت ہے۔ بیعت امیر کی ہوتی ہے یہ محض اتفاق ہے کہ امیر مسعود احمد صاحب تھے۔ قارئین کرام یہ حدیث ہے جس کو آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہوں گے۔

شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ اس عقیدہ پر تو صحابہ کرام کا بھی اسلام مشکوک ہو جائے گا۔ بالکل دھوکا اور فریب ہے۔ صحابہ کرام کا عقیدہ بالکل حدیث کے موافق تھا۔ وہ کوئی واقعہ بتائیں جس میں صحابہ کرام نے بیعت کرنے سے انحراف کیا ہو۔ یعنی اپنے دھوکے اور فریب سے شاہ صاحب نے صحابہ کرامؓ کو بھی نہیں بخشا۔ استغفر اللہ۔

علاوہ ازیں شاہ صاحب کا فریب کہ "مسعود احمد صاحب اپنی بیعت کرانا چاہتے تھے" اور بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ جناب مسعودؒ احمد صاحب فوت ہو چکے ہیں اور ان کی وفات کے بعد نئے امیر کی بیعت بھی ہو چکی ہے۔ یہ بھی ان کے دھوکے اور فریب کو واضح کرنے کی صاف دلیل ہے۔ لہٰذا قارئین کرام ایمان کے لٹیروں سے ہوشیار رہیئے۔

غلط فہمی باقی رہیں وہ دو حدیثیں کہ جن سے استدلال کر کے مسعود احمد صاحب اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ان پر مکمل تحقیق و بحث آپ میرے مضامین بالخصوص "تحقیق کا مغالطہ" وغیرہ میں پڑھ لیجئے گا۔ (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۳۹)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب کی تحقیق کیا ہے یہ تو آپ نے "جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر" اور

"تحقیق مزید" میں دیکھ ہی لی۔ آئندہ جو تحقیق و بحث وہ کریں گے انشاء اللہ ہم وہ بھی دیکھ لیں گے۔

غلط فہمی جس وقت ان احادیث پر میں نے تحقیق کی تو میں حیران و ششدر رہ گیا کہ مسعود احمد صاحب کس طرح سے آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ من فارق الجماعۃ ...... والی حدیث سنن الترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل الصلاۃ والصیام والصدقۃ "میں مکمل طور پر پڑھ لیجئے آپ خود بھی بہت کچھ سمجھ جائیں گے، اس حدیث کی مسعود احمد صاحب نے جس طرح سے قطع و برید کی ہے اور اس کے ترجمے و تشریح میں وہ تحریف کی ہے کہ الامان۔ اور من خرج من الجماعۃ ....." مستدرک الحاکم حدیث سنداً ضعیف ہے۔ ویسے ان احادیث پر فنی بحث سے قطع نظر اگر ان کو ان کے اصل، صحیح اور درست مفہوم میں سمجھا جائے تو ان کی چوٹ مسعود احمد صاحب اور ان کے مقلدین ہی پر پڑتی ہے۔ (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر صہ ۳۹)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب مسلسل غلط بیانیاں اور دھوکا و فریب سے کام لے رہے ہیں۔ اگر مسعود احمد صاحب نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہوتی تو آخر دنیا ہمارے مخالفین سے بھری پڑی ہے کسی نے بھی اس بات کی نشان دہی نہیں کی۔ بالفرض محال اگر شاہ صاحب کو وہ دھوکا و فریب دکھائی دے گیا جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیا تو کیا کسی کو سمجھانے کا یہی تحریری انداز ہونا چاہیئے، کیا اس طرح کسی کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ قارئین مسعود احمد صاحب نے کوئی دھوکا نہیں دیا۔ جس حدیث کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں وہ حدیث درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا امرکم بخمس اللہ امرنی بھن السمع والطاعۃ والجھاد والھجرۃ والجماعۃ فانہ من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یرجع ومن ادعی دعوی الجاھلیۃ فانہ من جثا جھنم فقال رجل یارسول اللہ وان صلی وصام قال وان صلی وصام فادعوا بدعوی اللہ الذی سماکم المسلمین المؤمنین عباد اللہ (رواہ الترمذی باب ماجاء فی مثل الصلاۃ والصیام والصدقۃ ۵/۱۳۶ و ۱۳۷ وصحہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں، اللہ نے مجھے باتوں کا حکم دیا ہے۔ سننا، اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا اور جماعت سے (لازم رہنا) کیونکہ جس نے جماعت کو بالشت برابر بھی چھوڑ دیا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتار پھینکا مگر یہ کہ وہ اس میں لوٹ آئے۔ جس نے جاہلیت کی پکار پکاری بس وہ جہنم میں گیا۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول اگر وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اگر وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے اللہ کی

پکار کے ساتھ مؤمنین اور عباد اللہ کہہ کر پکارو۔

یہ وہ پہلی حدیث ہے جس کی تحقیق کر کے شاہ صاحب ششدر رہ گئے۔ شاہ صاحب سے کوئی پوچھے اس حدیث میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے۔ جناب مسعود احمد صاحب نے ان کی آنکھوں میں کیا دھول جھونک دی۔ اگر شاہ صاحب یہ کہیں کہ اس حدیث سے تو تین ناموں کا ثبوت مل رہا ہے یعنی مسلمین، مؤمنین اور عباد اللہ تو عرض ہے اگر مسلمین کے علاوہ مومنین اور عباد اللہ بھی نام ہیں تو مسلمین کے ہی ہیں نہ کہ آپ کے۔

اگر ان تینوں ناموں کو سامنے رکھ کر شاہ صاحب یہ کہیں کہ جماعت المسلمین بھی جماعت ہے، اور جماعت المؤمنین بھی جماعت ہے اور جماعت العباد بھی جماعت ہے تو کیا وہ اس طرزِ فکر سے تین فرقے بنانا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ شاہ صاحب ایسا نہیں چاہیں گے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مسلمین تو ذاتی نام ہے اور مؤمنین اور عباد اللہ صفاتی نام ہیں تو یہ چیز قرینِ قرآن و حدیث ہے۔ اگر مؤمنین اور عباد اللہ صفاتی نام ہیں تو پھر یہ نام مسلمین کے ہیں نہ کہ شاہ صاحب کے۔ لہٰذا ہر لحاظ سے بات جماعت المسلمین کے حق میں جائے گی اور شاہ صاحب دیکھتے رہ جائیں گے۔

دوسری حدیث کو شاہ صاحب نے ضعیف قرار دے دیا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کس حد تک سچے ہیں۔

(۱) راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(۲) امام نافع ثقہ ہیں (تہذیب)

(۳) خالد ابن ابی عمران صحیح مسلم کا راوی ہے۔

(۴) یحییٰ بن سعید الانصاری صحیحین کا راوی ہے۔

(۵) لیث بن سعد صحیحین کا راوی ہے۔

(۶) ابو صالح کاتب اللیث ھو عبداللہ بن صالح۔ یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے۔ اس راوی کی حدیث کم از کم حسن ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی سے حجت لی ہے۔ بعض ائمہ نے صدوق کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔ لہٰذا حدیث بالکل صحیح ہے۔ بعد ازاں اس حدیث کے شواہد بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔

فنی لحاظ سے بھی ہم نے بتا دیا ہے کہ حدیث میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ قارئین کرام حدیث کا مفہوم بھی آپ کے سامنے ہے معلوم نہیں کون سی چوٹ کی بات کر رہے ہیں حالانکہ جماعت المسلمین کو مقلدین کہہ کر چوٹ خود شاہ صاحب ہی کھا رہے ہیں۔ ذرا غور کی ضرورت ہے۔

غلط فہمی جب مسعود احمد صاحب کے نزدیک یہ سارے کلمہ گو کافر اور مشرک ہیں (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۵)

ازالہ یہ الزام ہے اور مسعودؒ احمد صاحب کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کے مترادف ہے۔

غلط فہمی اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان کے مقلدین اپنے ماں باپ کو ان کے روبرو کافر و مشرک کہہ رہے ہیں (حوالہ مذکورہ)

ازالہ یہ بھی مسلمین پر جھوٹا الزام ہے۔ اگر کسی نے ایسا کہا ہے تو اس فرد کی غلطی ہے ہم تو کبھی بھی اس بات کی تعلیم نہیں دیتے۔

غلط فہمی اور ان کے مرنے کے بعد نہ تو ان کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور نہ ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

ازالہ کیونکہ فرقہ پرستی شرک ہے، کفر ہے، لعنت ہے اور عذاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا (صحیحین) تمام فرقوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔

اور یہ چیز بھی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ لوگ ایمان لانے کے بعد کفر کریں گے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت یا رسول اللہ زعموا انك قلت سیکفر قوم بعد ایمانھم قال رجل و لست منھم (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱/ ۸۹، مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۷ ورجالہ رجال الصحیح غیر ابی عبداللہ الاشعری وھو ثقۃ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: میں نے کہا یا رسول اللہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہے اور تم ان میں سے نہیں ہوگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

رایت رجلاً یستغفر لابویہ وھما مشرکان فقلت تستغفر لابویك وھما مشرکان فقال الیس قد استغفر ابراھیم لابیہ وھو مشرك قال فذکرت ذلك للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الی اٰخر...... (رواہ ابو یعلی وسندہ حسن ۱/ ۴۵۸)

میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے والدین کے لئے بخشش طلب کر رہا ہے اور حالانکہ اس کے والدین مشرک تھے۔ میں نے کہا تم اپنے والدین کے لئے بخشش طلب کر رہے ہو حالانکہ وہ مشرک تھے؟ اس شخص نے کہا کیا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد کے لئے

بخشش طلب نہیں کی تھی اور وہ مشرک تھے۔
حضرت علیؓ کہتے ہیں: میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو یہ آیت نازل ہوگئی: نبی کے لئے اور جو لوگ ایمان والے ہیں ان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعاء بخشش کریں۔

غلط فہمی | تو پھر اس کی وراثت یوں بنتی ہے: کیونکہ مسلم کافر کا اور کافر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا ہے ...... (حوالہ مذکورہ)

ازالہ | حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوارث اھل ملتین شیٔ (صحیح ابوداؤد للالبانی ۵۶۳/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: متفرق اہل ملّت ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔

یہ حدیث " لا یرث المسلم الکافرولا الکافر المسلم " کی تفسیر ہے۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلم کو کافر کا وارث قرار دیا لیکن کافر کو مسلم کا وارث قرار نہیں دیا۔

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

ما رأیت قضاء بعد قضاء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن من قضاء قضی بہ معاویۃ فی اھل الکتاب قال نرثھم ولا یرثونا کما یحل لنا النکاح فیھم ولا یحل لھم النکاح فینا (رواہ ابن ابی شیبۃ ۳۷۴/۱۱ وسندہ صحیح، فتح الباری وسعید بن منصور)

میں نے نہیں دیکھا کوئی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے فیصلہ کے بعد جو بہت عمدہ ہو اس فیصلہ کے مقابلہ میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ کتاب کے سلسلہ میں کیا۔ حضرت معاویہؓ کہتے ہیں: ہم ان کے وارث ہوں گے وہ ہمارے وارث نہ ہوں گے۔ جس طرح ہمارے لئے ان میں نکاح حلال ہے اور ان کے لئے ہمارے ہاں نکاح حلال نہیں۔

حضرت ابو اسودؒ کہتے ہیں:۔

کان معاذ بالیمن فارتفعوا الیہ فی یہودی مات وترك اخاہ مسلماً فقال معاذ انی

حضرت معاذؓ یمن میں قاضی یا گورنر تھے لوگوں نے ان کی طرف ایک مقدمہ پیش کیا اس یہودی کے

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الاسلام یزید ولا ینقص۔ فورثه (رواہ ابن ابی شیبة ۱۱/۳۷۴ وسندہ قوی)

کے بارے میں جو مر گیا اور اپنا ایک مسلم بھائی چھوڑ گیا۔ حضرت معاذؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اسلام بڑھتا ہے کم نہیں کرتا۔ پھر حضرت معاذؓ نے مسلم کو کافر کا وارث قرار دیا۔

حضرت معاذؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت یحییٰؒ بن یعمر و ابراہیمؒ و مسروقؒ نے اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ (المحلی ابن حزم ۹/۳۰۴)

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے ایک فیصلہ دیا :۔

ان میراث المرتد لورثته من المسلمین (رواہ البیہقی وسندہ حسن ولہ شواہد ۶/۲۵۴)

اسلام سے منحرف ہونے والے کی میراث مسلمین ورثاء کے لئے ہے۔

بعدازاں حضرت علیؓ کی تائید حضرت عبداللہؓ بن مسعود، امام حسنؒ بصری، امام شعبی، عمرؒ بن عبدالعزیز، امام اوزاعیؒ، امام اسحٰقؒ، ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی کرتے ہیں (شرح السنۃ ۷/۳۶۵)

حضرت عبداللہؓ بن معقل کہتے ہیں : اشعثؓ بن قیس کی پھوپھی مرگئیں اور وہ یہودیہ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اشعثؓ کو وارث قرار نہیں دیا بلکہ عورت کے خاندان کو وارث قرار دیا۔ (رواہ ابن ابی شیبہ ۱۱/۳۷۱)

اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ جماعت المسلمین کا مسئلہ ہے اور جماعت المسلمین اس مسئلہ سے نمٹنا اچھی طرح جانتی ہے۔ لہٰذا وقار صاحب آپ پریشان نہ ہوں۔

غلط فہمی نیز یہ کہ فرقہ پرستوں کا ذبیحہ کھانا، ان کے برتن استعمال کرنا، ان کا لباس پہننا۔ (حوالہ مذکورہ)

ازالہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ کہتے ہیں :۔

قلت یا رسول اللہ انی اسألك عن طعام ادعه لا ادعه الا تحرجا قال لا ترع شیئًا ضارعت النصرانیة فیه (رواہ الطبرانی ۱۷/۱۰۴ وسندہ حسن)

میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ سے اس کھانے کے بارے میں سوال کر رہا ہوں جسے میں چھوڑ دیتا ہوں اور میں نہیں چھوڑتا ہوں مگر حرج سمجھتے ہوئے آپ نے فرمایا وہ کھانا جو نصرانیہ کے مشابہ ہو اُسے مت چھوڑو۔

حدیثِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ نصرانیہ اور غیر نصرانیہ کے کھانے کے بارے میں آپ نے اجازت دیدی ہے۔ لہٰذا کوئی مضائقہ نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کا ذبیحہ کھایا۔ اسی طرح اور بھی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے آپ نے حضرت عدی بن حاتمؓ کو ان کے برتن استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اہل کتاب کے برتن دھو کر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ رہا معاملہ لباس کا تو معلوم نہیں وہ کون سے مسلم ہیں شاہ صاحب ہی زیادہ جانتے ہوں گے۔

غلط فہمی ان کے درمیان یا ان کے ساتھ رہنا اور اسی طرح کے دوسرے امور کس طرح سے جائز ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ جو مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کرے وہ اسی جیسا ہے من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله (ابوداؤد) (جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۵۱)

ازالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تساكنوا المشركين ولا تجامعوهم فمن ساكنهم او جامعهم فهو منهم (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۷/ ۲۱۷) (ورواہ الحاکم ۲/ ۱۴۱، ۱۴۲ وصححہ ووافقہ الذہبی)

تم مشرکین کے ساتھ نہ رہو اور نہ ان کے ساتھ مل جل کر رہو۔ جو شخص ان کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ (اندر) بس جائے تو وہ ان میں سے ہے۔

مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

برئت الذمة ممن اقام مع المشركين في ديارهم (رواہ الطبرانی ۲/ ۳۰۳ وسندہ صحیح)

جس شخص نے مشرکین کے ساتھ ان کے گھروں میں سکونت اختیار کر لی تو ذمہ داری (ہماری) ختم ہو گئی۔

مشرکین کے ساتھ ویسے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ان کو گھروں میں آباد نہ کریں۔

علاوہ ازیں یہ الفاظ بھی اپنے ذہن میں رکھیئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية الى خثعم فاعتصم ناس منهم بالسجود فاسرع فيهم القتل فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فامر لهم بنصف العقل ...... (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۲/ ۳۰۳ وسندہ صحیح) پھر آگے الفاظ وہی ہیں جو ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔

غلط فہمی کیا مقروض کی نماز امیر پڑھا سکتا ہے؟
(جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۵۳)

ازالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع زمانے میں کسی مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہوسکتی ہے کہ اس زمانے میں بیت المال کمزور تھا مگر جیسے جیسے بیت المال مضبوط ہوتا گیا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جو کوئی مسلم مرجاتا ہے اور مال چھوڑتا ہے تو مال اس کے وارثوں کا ہے اور جو قرض یا کوئی تاوان ہے تو وہ میں ادا کروں گا (صحیح بخاری)

ایسا بھی ہوتا تھا کہ مرنے والے کسی مسلم کا قرضہ کوئی دوسرا مسلم اپنے ذمہ لے لیتا اور کار جنازہ پڑھادی جاتی (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح) لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں جیسا موقع ہوگا ہم ان شاء اللہ عمل کریں گے۔

غلط فہمی "مسعود احمد صاحب تو رویت ہلال کے سلسلہ میں بھی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہلحدیث وغیرہ جیسے غیر مسلموں کی شہادت قبول و تسلیم نہیں کرتے" (حوالہ مذکورہ)

ازالہ قارئین کرام شاہ صاحب کی مندرجہ بالا ترتیب دیکھئے اور پھر اندازہ کیجئے کہ شاہ صاحب کس کھائی میں جا پڑے ہیں۔ ہم کلمہ گو حضرات کو فرقہ پرست از روئے حدیث شمار کرتے ہیں اور جو کلمہ گو نہیں ہیں ان کو غیر مسلم شمار کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

فرقہ پرستوں کا رویت ہلال کے سلسلے میں جو طریقۂ کار ہے وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ فرقہ پرست پورے پاکستان میں ایک عید کروانا چاہتے ہیں۔ اسی طریقہ کار کو انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔ جماعت المسلمین اس طریقہ کار کے خلاف ہے۔ جماعت المسلمین قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہوئے فرقہ پرستوں کی مخالفت اور دینِ اسلام کا نفاذ چاہتی ہے۔ بتائیے اس میں جماعت المسلمین کا کیا قصور ہے؟ شاہ صاحب کو تو ہماری حمایت کرنی چاہیئے نہ کہ مخالفت۔ مگر شاہ صاحب ضد اور حسد کی آگ میں جل رہے ہیں اور اسی بنیاد پر اعتراض برائے اعتراض کر رہے ہیں۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

غلط فہمی "تو پھر جب پورے کا پورا دین ان جیسے غیر مسلموں، کافروں، مشرکوں اور بدعتیوں کے ذریعہ سے ان کو مل رہا ہے تو اس دین کے غیر مشکوک اور محفوظ ہونے کی ان کے پاس کیا دلیل ہے؟" (حوالہ مذکورہ)

ازالہ شاہ صاحب اپنا عقلی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ ہمیں دین فرقہ پرستوں سے نہیں مل رہا ہے۔ ہمیں دین ائمہؒ، محدثینؒ اور محققینؒ سے مل رہا ہے یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ترمذیؒ، امام ابن ماجہؒ، امام دارقطنیؒ، امام دارمیؒ، امام حاکمؒ، امام ابن ابی شیبہؒ، امام عبدالرزاقؒ، ابویعلیٰؒ، امام بغویؒ، امام بیہقیؒ،

اور دوسرے ائمہؒ سے بلکہ ہم تو ہر اس آدمی کی بات تسلیم کر لیتے ہیں جو اصلاح کی غرض سے ہمارے سامنے قرآن وحدیث پیش کرتا ہے۔ ہم تو شاہ صاحب کی بات بھی تسلیم کر لیتے بشرطیکہ وہ اصلاح کی نیت سے (قرآن وحدیث) پیش کرتے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے اندر بہت کچھ بھرا ہوا ہے۔

غلط فہمی صحابہ کرامؓ کی صحیح سند سے ثابت شدہ روایات اور واقعات دلیل کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ کسی مرفوع حدیث کے خلاف نہ ہوں (حوالہ مذکورہ)

ازالہ ہمیں شاہ صاحب کی بات سے اتفاق ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ان اللہ تعالیٰ اطلع فی قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ وانتخبہ بعلمہ ثم نظر فی قلوب الناس بعدہ فاختار لہ اصحاباً فجعلھم انصار دینہ وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فما رآہ المؤمنون حسناً فھو عند اللہ حسن وما رآہ المؤمنون قبیحاً فھو عند اللہ قبیح (رواہ البغوی فی شرح السنۃ ۱/۲۱۴، ۲۱۵ واخرجہ احمد و اسنادہ حسن وذکرہ الھیثمی فی المجمع ۱/۱۷۷، ۱۷۸ وقال رواہ احمد والبزار و الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون و لفظ احمد : ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسہ فابتعثہ برسالتہ۔ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ، فما رای

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کی جانچ پڑتال کی۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا۔ پھر ان کو مبعوث کیا اپنی رسالت کے لئے اور اپنے علم کے ساتھ چن لیا۔ پھر ان کے بعد لوگوں کے دلوں میں دیکھا اور آپ کے اصحاب کو منتخب کیا۔ پھر ان کو اپنے دین کا مددگار بنایا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا۔ پھر جس چیز کو مؤمنین اچھا سمجھیں بس وہ چیز اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جس چیز کو مؤمنین برا سمجھیں بس وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں دیکھا تو لوگوں کے دلوں کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر پایا۔ پھر ان کو اپنے نفس یعنی اپنے دین کے لئے منتخب کر لیا۔ ان کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ نے لوگوں کے دلوں میں دیکھا تو لوگوں کے دلوں کے مقابلہ میں آپ کے اصحاب کے دلوں کو بہتر پایا۔ پھر اللہ نے ان کو اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ جو اس کے دین پر جنگ کرتے ہیں مسلمین جس چیز کو اچھا سمجھیں بس وہ

المسلمون حسناً فهو عند الله حسن وما راوا شيئاً فهو عند الله شيئٌ)

چیز اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جس چیز کو مسلمین برا سمجھیں بس وہ چیز اللہ کے نزدیک بری ہے۔

اگرچہ یہ حدیث موقوف ہے مگر اس حدیث کو حکماً مرفوع ہی سمجھا جائے گا۔ مزید برآں اس موقوف حدیث کی تائید میں درج ذیل مرفوع حسن حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وتفترق اُمتي على ثلاث وسبعين ملّةً كلهم في النّار الا ملّةً واحدةً قالوا ومن هي يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابي (رواه الترمذي قال حسن غريب ورواه البغوي في شرح السنة ۱/۲۱۳)

میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ تمام دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ وہ کونسا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: جس پر میں اور میرے اصحاب ہوں گے۔

یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث میں جو خرابی یا ضعف بیان گیا ہے وہ عبداللہ بن زیاد الافریقی کا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں :۔

رايت محمد بن اسمعيل يقوى امره و يقول هو مقارب الحديث۔ (تهذيب)

میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری کو دیکھا وہ اس کے معاملہ کو قوی جانتے ہیں اور کہتے ہیں: ھو مقارب الحدیث ہے۔

بعض ائمہ نے الافریقی کو ثقہ بھی کہا ہے۔ (تہذیب) پھر اس حدیث کی تائید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں :۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفترق هذه الامة على ثلاث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة قالوا وما هي تلك الفرقة؟ قال ما انا عليه اليوم واصحابي (رواه الطبراني في الصغير ۲۰۲ مجمع الزوائد ۱/۱۸۹ وقال الهيثمي وفيه عبدالله بن سفيان قال العقيلي لا يتابع على حديثه هذا وقد ذكره ابن حبان في الثقات. كنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری یہ امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی وہ کونسا فرقہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا آج جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

امام عقیلی کی بات درست نہیں ہے کہ اس حدیث کی متابعت نہیں ہے۔ قارئین کرام متابعت آپ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث میں موجود ہے۔ لہٰذا امام ترمذی کا حسن کہنا درست ہے۔ یہ الفاظ حضرت ابو الدرداء، حضرت ابو امامہ، حضرت واثلہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں (رواہ الطبرانی فی کبیر، مجمع الزوائد ۷/۲۵۹ وفیہ کثیر بن مروان وھو ضعیف) (وقد وثقہ ابن شاہین تہذیب)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث کی تائید ایک اور مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اختار اصحابي على العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي من اصحابي اربعة ابابكر وعمر وعثمان و عليا رحمهم الله فجعلهم اصحابي وقال في اصحابي كلهم خير واختار امتي على الامم واختار من امتي اربعة قرون القرن الاول والثاني والثالث والرابع (رواه البزار ورجاله ثقات مجمع الزوائد ۱۰/۱۶ وسنده صحیح لغیرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : انبیاء اور مرسلین علیہ السلام کے علاوہ میرے اصحاب کو تمام جہانوں پر منتخب کیا اور میرے اصحاب میں سے چار کو منتخب کیا یعنی ابوبکر و عمر و عثمان اور علی رحمہم اللہ اور اللہ نے ان کو میرا اصحاب بنایا اور ویسے تو میرے تمام اصحاب بہتر ہیں۔ تمام امتوں پر میری امت کو منتخب کیا اور میری امت میں سے چار زمانوں کو منتخب کیا یعنی پہلا زمانہ، دوسرا زمانہ، تیسرا زمانہ اور چوتھا زمانہ۔

اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے : ویتبع غیر سبیل المؤمنین (القرآن) یعنی "اور جس نے مؤمنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی کی"۔ بہرحال قرآن مجید و حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کسی کام کو تمام صحابہ کرام کریں تو وہ کام بھی حجت ہوگا۔ اسلئے کہ یہ بات احادیث سے ثابت ہے۔

غلط فہمی (غیر مسلم کی روایت) نہیں لی جاسکتی۔
(جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر ص۵۶)

ازالہ صحیح بات خواہ مسلم کہے یا غیر مسلم تسلیم کرنی چاہیئے۔ غلط بات خواہ مسلم کہے یا غیر مسلم تسلیم نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک کافر نے یہ شعر کہا : الا کل شیء ما خلا اللہ باطل (صحیح بخاری) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کی تصدیق کی۔

ایک یہودی نے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک انگلی پر زمین کو ایک انگلی پر ...... اٹھائے گا (صحیحین) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ گویا آپ نے یہودی کی صحیح بات کی تصدیق کی۔

ایک یہودی عالم نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بڑے اچھے لوگ ہوتے کاش کہ آپ شرک نہ کرتے۔ آپ نے فرمایا : سبحان اللہ وہ کون سا شرک ہے۔ اس نے کہا آپ کے اصحاب کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا جو شخص قسم کھائے تو رب کعبہ

کی قسم کھائے۔ (ابوداؤد وسندہ صحیح)

رہا معاملہ راویوں کا تو جواباً عرض ہے کہ جن ائمہ نے جن راویوں سے حجت لی ہے انہوں نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ احادیث صحیح ہیں مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی تمام ثقہ ہیں۔ ان پر کلام کرنے والا خود مجروح ہے کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو تمام ائمہ نے دیکھ کر کہا تھا کہ یہ کتابیں قطیع الصحیح ہیں۔

علاوہ ازیں ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی، ان کتب احادیث میں جو روایات مروی ہیں ان کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر روایت درست ہے تمام راوی ثقہ یا صدوق یا صالح یا صویلح یا لابہ بأس ہیں تو حدیث پر صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اگر راوی ضعیف ہے یا متروک ہے یا منکر ہے یا فی لین ہے یا فی حفظہ شیٔ ہے یا کذاب ہے یا اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا یا دوسری علتیں پائی جاتی ہیں تو حدیث پر ضعیف یا منکر یا موضوع ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

ائمہ حدیث نے اتنے فنون بنا دئے ہیں کہ غیر مسلم کی روایت ہم کیسے لے سکتے ہیں یعنی کسی امام نے کسی غیر مسلم کی بحیثیت راوی کے روایت نہیں لی۔

قارئینِ کرام کتاب "جماعت المسلمین یا جماعت التکفیر" ہو یا "تحقیق مزید" ہو یہ کتابیں اعتراضات برائے اعتراضات، طنز و تضحیک، حسد و بغض، حق کو ناحق اور جماعت المسلمین کو بدنام کرنے کی شاہکار ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے چند اعتراضات کے جوابات دے کر ان کتابوں کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔

محمد اشتیاق

امیرِ جماعت المسلمین

۲۴؍ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا
نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا،
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (آل عمران ـ ۶۷)

ابراہیم (علیہ السّلام) نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے
بلکہ وہ تو ایک اللہ کے ماننے والے مسلم تھے۔ وہ
مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

○

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ
تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (اعراف ـ ۱۲۶)

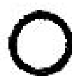
اے ہمارے رب ہمیں صبر عطاء فرما اور ہمیں اس
حالت میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

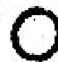
(حٰمٓ السجدة-۳۳)

اور قول کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے، عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ بے شک میں مسلمین میں سے ہوں۔



رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرة - ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو مسلم بنا۔



رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۂ حجر - ۲)

ایک وقت آنے والا ہے کہ جب انکار کرنے والے یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلم ہوتے۔

تفسیر قرآن عزیز

جلد ۱ تا ۹

مرتبہ :- مسعود احمد (امیر جماعت المسلمین)

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کلام اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی جو یا تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحبِ قرآن کی زبانِ مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزل من اللہ ہے لہٰذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہوگی جو منزل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیثِ نبوی۔ اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔ ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہٰذا تفسیر ہذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔

عموماً تفاسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جا رہی ہے وہ سنداً صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی مبرا ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی گئی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر ہر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آ گیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آ گیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دئے ہیں۔ نماز کے طریقہ کا ذکر آ گیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا ایک امتیازی وصف ہے۔

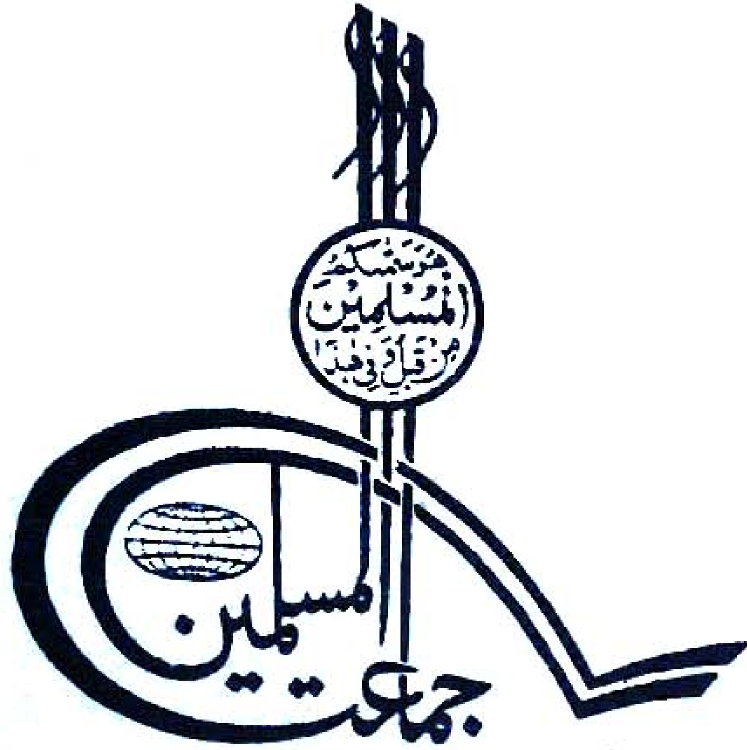
اس تفسیر میں قرآن مجید کی تلمیحات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ کون لوگ تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اوّل تو ان بحثوں سے ہمارے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ ان تلمیحات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس تفسیر میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف اور صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

جماعت المسلمین

مرکزی مسجد المسلمین - کھوکھرا پار ۲½ کراچی، پاکستان

فون نمبر ۴۰۷۵۲۴



قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلْزَمُ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت المسلمین کو لازم پکڑو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)